دروس

رمضان المبارک 2018ء

(مرتب: فرید احمد حفیظ)

فہرست

1. روزہ کی فضیلت 3
2. عبادات رمضان 6
3. رمضان اور تلاوت قرآن کریم 9
4. رمضان کا ایک سبق جھوٹ سے پرہیز 11
5. رمضان اور محاسبہ نفس 14
6. روزہ اور سحر وافطار کی برکات 17
7. روزہ اور تقویٰ 20
8. نماز تہجد اور نوافل 23
9. رمضان اور انفاق فی سبیل اللہ 26
10. غیبت چغلی سے پرہیز 29
11. **درس بابت تحریک جدید** (وکالت کی طرف سے ہر سال مہیا کر دیا جاتا ہے اس لیے درس شامل نہیں) 32
12. باطنی پاکیزگی 33
13. آنحضرت ﷺ اور قیام نماز 36
14. مجلس کے آداب 39
15. توبہ واستغفار 42
16. صدقہ وخیرات (زکوۃ، فطرانہ، فدیہ) 45
17. لغویات سے اعراض 48
18. رمضان اور تحمل وبرداشت 51
19. رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت 54
20. **درس بابت وقف جدید** (نظامت کی طرف سے ہر سال مہیا کر دیا جاتا ہے اس لیے درس شامل نہیں .... 57.
21. حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیہ تحریکات 58
22. قرض اور لین دین کے بارہ میں اسلامی تعلیم 61
23. غض بصر 64
24. نرم زبان کا استعمال 67
25. بڑوں کا احترام 70
26. بچوں سے پیار 73
27. ظاہری صفائی 76
28. ناپ تول میں کمی نہ کرو 79
29. نظام وصیت کی اہمیت وبرکات 82
30. نظام وصیت ایک الٰہی نظام 84

روزہ کی فضیلت

{شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ} البقرۃ 186 ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

الحمد للہ کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک اَور رمضان کے مہینہ میں سے گزرنا نصیب ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! رمضان کے فضائل کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔(معجم الکبیر جلد 22 صفحہ 388) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ابن آدم کا ہر عمل اُس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اِس کی جزا بنوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اُس کو کوئی گالی دے یا اُس سے جھگڑا کرے تو اُسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزہ دار ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیّب ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اُسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہو گا۔
(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

آپ ﷺ نے ماہِ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی راتوں کو قیام کرنا نفل ٹھہرایا ہے... **هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ** کہ وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری

عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے ...اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کو سیر کیا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے سے پہلے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ (صحیح ابن خزیمہ کتاب الصیام)

حضرت مسیح موعودؑ ماہ رمضان کی فضیلت و عظمت کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کے ان ایام سے متعلق فرماتے ہیں:۔ میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ **یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں"**۔ (الحکم ۲۴؍ جنوری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے۔ {وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ} (البقرۃ 187) یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا۔ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 308)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ روزے خداتعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خداتعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: یہ جو ماحول اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان دنوں میں مہیا فرمایا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اس مہینے میں ایسی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے حقیقت میں تزکیۂ نفس ہو۔ ہر نماز کے ساتھ اگر نفس کا محاسبہ ہو تو پھر ہی تزکیۂ نفس کی طرف قدم بڑھیں گے..... اس سوچ اور دعا کے ساتھ اس کے حضور حاضر ہوں کہ اے اللہ! اس رمضان میں جو تُو نے مجھے داخل ہونے کا موقع دیا ہے تو تُو اس کی برکات سے مستفید فرما اور مجھے میری نمازیں اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے اور میرے نفس کی غلاظتوں کو مجھ سے دور کرنے والی بنا کر ادا کرنے کی توفیق دے۔ (خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 381) **مزید فرمایا!** اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کو تمام شرائط کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزے رکھنے والے ہوں نہ کہ دنیا کے دکھاوے کے لئے۔ کوئی نفس کا بہانہ ہمارے روزے رکھنے میں حائل نہ ہو اور اس مہینے میں اپنی عبادتوں کو بھی زندہ کرنے والے ہوں۔ اللہ توفیق دے۔ اور جب نیکیوں کے راستے پر اس رمضان میں چلیں یہ بھی اس

رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ اور یہ رمضان ہمارے لئے، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2004ء)

عبادات رمضان

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرۃ22) اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْئٍ بَابًا وَ بَابُ الْعِبَادَةِ الصِّيَامُ (جامع الاحادیث حدیث نمبر 18617)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے! یقیناً ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا بھی ایک دروازہ ہے اور وہ دروازہ روزے ہیں۔

عبادت کے معنی تابع ہو کر اعلیٰ ہستی کے تعلق میں سرگرمی دکھانے، اس کی اطاعت میں اپنے وجود کو لگا دینے اور اس کی مہربانیوں اور احسانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کے حضور جھک جانے کے ہیں۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ عبادت کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو روزانہ پانچ نمازوں کی ادائیگی بتایا ہے اور اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ حکم فرمایا ہے بلکہ قرآن کریم کی ابتداء میں ہی یہ بتا دیا کہ ایک متقی کی نشانی اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد یہ ہے کہ وہ باقاعدہ نماز کا حق ادا کرنے والا ہو۔ اور نماز کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کے مقررہ اوقات پر ادا کی جائے یعنی جہاں مسجد یا نماز سنٹرز ہوں وہاں جا کر باجماعت نماز کی ادا کی جائے۔ کسی دنیاوی کام کو کرنے کے لئے نمازوں کو جمع کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ (خ م جلد 6 ص 164)

فرمایا:۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے' پس اس مغز کو حاصل کرنا ایک مومن کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔۔ یہ عادت جو آپ کو اس ٹریننگ کیمپ میں پڑ رہی ہے اسے ہمیشہ جاری رکھیں۔۔ گھر کے کاموں میں، اپنی تجارتوں میں یا کھیل کود میں مشغول ہو کر اپنے اس پیدائش کے مقصد کو کہیں بھول نہ جائیں۔ (خ م جلد 6 ص 164) فرمایا! ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے **تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے** (مورخہ 14 جنوری 2005)

عبادات کو بہتر اور خوبصورت بنانے اور نفس کشی میں نماز تہجد کے قیام کی بھی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔ نماز تہجد کی اہمیت قرآن کریم میں ہے اور اسی طرح احادیث اور سنت سے بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ کا بھی یہی طریق رہا ہے اور امسال مجلس شوریٰ 2018ء میں نماز تہجد کے حوالہ سے تجویز ہے کہ جماعت کی روحانی تربیت کے لئے قیام تہجد کے پروگرام بنائے جائیں۔ نماز تہجد رمضان المبارک کا خاص حسن ہیں۔

حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیسے رمضان میں عبادت فرماتے تھے؟ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد (تہجد) نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ " **وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ**" اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ یعنی کل گیارہ رکعات)۔(بخاری کتاب الصوم)

آج خدا تعالیٰ نے ایک موقع فراہم کیا ہے۔ آج اللہ کے محبوب نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے کا اور اس کے عاشق صادق کے اس ارشاد "**ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے** (ملفوظات جلد 2 ص 182) پر عمل کرنے سنہری موقع ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔(ایک) بات رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں جو قادیان میں رائج دیکھی ۔۔ وہ یہ تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ **لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ کم سے کم دو چار نوافل بچہ پڑھ لے اور مائیں کھانا نہیں دیتی تھیں بچوں کو جب تک پہلے وہ نفل سے فارغ نہ ہو جائیں۔** سب سے پہلے اٹھ کر وضو کرواتی تھیں اور پھر وہ نوافل پڑھاتی تھیں تا کہ ان کو پتہ لگے کہ اصل روزہ کا مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے۔ تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر وہ کھانے پہ بھی آئیں (خطبہ جمعہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء) **آپؒ مزید فرماتے ہیں** " رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ **اس کے باوجود بڑے ہی بد قسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں**"۔(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 326-327)

فرمایا! **اے احمدی! اِس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنا دو۔** اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کُن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں' بلکہ مسجدوں میں اس کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ **راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ** کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رَبّ کو دکھاؤ اور کہو کہ اَے خدا! **قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے** پس اِس زور کا شور مچاؤ

اور اس قوّت کے ساتھ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کُھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیبٌ، اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب اَلَا اِنَّ نَصْرَاللّٰہِ قَرِیْب سنو سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔" (خ ط جلد2 صفحہ 349)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں اپنے پیاروں کی طرح دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی عبادت گزار بندہ بنائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، فضل فرمائے اور ہمیں ہماری زندگیوں میں احمدیت یعنی حقیقی (دین حق) کی فتوحات کی اور دنیا پر غالب آنے کے نظارے دکھائے۔ **اے اللہ! اس رمضان کی برکات سے ہمیں بے انتہاء حصہ دے۔ ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھ اور اپنے رحمت اور فضل کی چادر میں ہمیں ہمیشہ لپیٹے رکھ۔ آمین** (خطبات مسرور جلد اول ص433تا448)

رمضان اور تلاوت قرآن کریم

{شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ} (البقرة 186)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ. بیہقی، شعب الایمان، 2: رقم: 2022

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔“ یہ عظیم کتاب جس کی تلاوت کی بے پناہ فضیلت ہے رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں نازل ہوئی۔ اس لحاظ سے قرآن حکیم اور رمضان المبارک کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا گویا اس تعلق کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے اور جبرئیل امین علیہ السلام کو سناتے۔ احادیث میں ملتا ہے كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ. (بخاری، الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء) کہ حضرت جبرائیل رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کرتے۔“ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ **قرآن کریم پڑھا کرو یقینا وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کرے گا۔** (ترمذی کتاب فضائل القرآن)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ (ر۔خ جلد 19 صفحہ 13) تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ (ر۔خ جلد ۱۹ صفحہ ۲۷)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں”: رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔ اور اسی وجہ سے ہم بھی اس مہینہ میں درس قرآن کا انتظام کرتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں۔ اور قرآن کریم کے معانی پر غور کیا کریں تا کہ ان کے اندر قربانی کی روح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی“۔ (تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۸۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ قرآن کریم سے اتنا پیار کرو کہ اتنا پیار تمہیں دنیا میں کسی اور چیز سے نہ ہو۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو رہی...ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔" (الفضل 19 فروری 1966ء) فرمایا:۔ " ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو (خطبات ناصر جلد اول صفحہ 127)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں " مَیں چاہتا ہوں ۔۔ ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہیں کرو ......کیونکہ وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے ، قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو ویران کر دیتا ہے۔" (الفضل انٹرنیشنل 22 تا 28 اگست 1997ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ قرآن کریم ۔ رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 اکتوبر 2003ء) فرمایا! احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔دنیا داری بھی غالب آجاتی ہے کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہوا جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آ جائے کہ اس قرآن کریم کو متروک چھوڑدیا ہے پس اس کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں۔ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔۔۔ایسی صورت میں جب ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنا علم ہو جائے گا کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔"(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 694) فرمایا!اس مہینے میں خاص طور پر اس طرف توجہ دو، اس کی تلاوت کرو، اس کا ترجمہ پڑھو۔اور جہاں جہاں درس کا انتظام ہے وہاں لوگ درس بھی سنیں۔کیونکہ بعض باتوں کا ہر ایک کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا۔تو تمہیں اس کا گہرا فہم، ادراک اور سمجھ بوجھ حاصل ہو گی۔اور تمام امور اور تمام احکامات کی وضاحت ہو گی جن کو تم اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہو۔ خطبہ بیان فرمودہ 15 اکتوبر 2004ء آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس رمضان میں اس نصیحت سے پُر کلام کو، زیادہ سے زیادہ پڑھنے ، اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے اور اگے پھیلانے کی کوشش کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔آمین

رمضان کا ایک سبق جھوٹ سے پرہیز

{فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ} (الحج 31) بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو {وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا} (الفرقان 73) اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری کتاب الصوم باب من لم ید قول الزور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو روزے کی حالت میں بھی جھوٹ بولتا ہے اور اس پر عمل کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تو اللہ تعالی کو ہرگز اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے مشہور حدیث نبویؐ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَيَسْكُتُ (صحیح بخاری کتاب الشھادات)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتادوں ۔ آپؐ نے یہ تین دفعہ پوچھا۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ ٹیک لگائی ہوئی تھی آپؐ بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی بات کہنے سے بچو اور جھوٹی گواہی دینے سے بچو۔ پھر اسے دُہراتے رہے (صحابی کہتے ہیں) یہاں تک کے میں نے کہا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

"جھوٹ" بظاہر ایک چار حرفی چھوٹا سا لفظ ہے لیکن معنوی اعتبار سے "جھوٹ" کے اس لفظ کو "دنیا کے کسی بھی معاشرے میں پذیرائی حاصل نہیں۔ جھوٹ ہی ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس لیے ہمیں جھوٹ سے بچنا چاہیے۔ جھوٹ وقتی طور پر تو آپ کو کوئی فائدہ دے سکتا ہے۔ لیکن بالآخر اس کا نتیجہ شرمندگی ہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ " یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 صفحہ 119) فرمایا "حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو" (---اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوّر اللہ مرقدہٗ جھوٹ کے بد نتائج سے یوں خبردار فرماتے ہیں: "انسان کو جھوٹ سے بہت ہی بچنا چاہئے۔ دیکھو کہ نفاق جیسے گندے گناہ اور مرض کا سبب بھی یہی جھوٹ ہے... قرآن مجید میں جھوٹ بولنے

والوں پر لعنت آئی ہے اور آنحضرتؐ سے بھی جب جھوٹ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ مؤمن سے فلاں فلاں گناہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ لیکن جب جھوٹ کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا: نہیں۔ الغرض کہ جھوٹ بہت برا مرض ہے۔ مؤمن کو اس سے ہمیشہ بہت ہی بچنا چاہیئے۔'' (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۹۱،۹۲)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ''تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ بھی روحانیت کو تباہ کر دینے والا مرض ہے... کیونکہ جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دھوکا ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ پس جھوٹ بولنے والا صرف اخلاقی مجرم ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کا دشمن اور اُنہیں تباہ کرنے والا بھی ہے اور اِس عیب کو مٹانا ہر سچے اور مخلص (دینی بھائی) کا فرض ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: جھوٹ کے خلاف جو جہاد کرنا ہے اس کا جھنڈا جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں تھمایا گیا ہے۔ اگر آپ نے اس جھنڈے کو گرنے دیا تو کوئی ہاتھ نہیں ہو گا جو اس کو اٹھا سکے گا۔ اس لیے ساری دنیا میں جھوٹ کے خلاف جہاد جاری رکھیں اور جہاد اپنے نفوس سے شروع ہو گا، اپنے گھروں سے شروع ہو گا اور رمضان المبارک میں تو بالخصوص آپ کے لیے بہت اچھا موقع ہے کہ رمضان کی ہوائیں آپ کی تائید کر رہی ہیں۔ رمضان سچ کی ہوائیں چلاتا ہے اور یہ ہوائیں جو ہیں یہ آپ کی مددگار بن گئی ہیں۔ پس جھوٹ سے خود بھی اجتناب کریں اور اپنے بچوں پر بھی نظر رکھیں، اپنی بیوی پر، اپنے ماحول پر، اپنے گردو پیش پر، اپنے دوستوں پر کہ ان کی جو عادت بن گئی ہے روز مرہ جھوٹ بولنے کی۔ اس سے وہ نکل کے باہر آئیں۔۔۔۔ تو رمضان مبارک میں جھوٹ کے خلاف اگر آپ جہاد کریں تو یاد رکھیں اس کے نتیجے میں آپ کے روزے میں بھی برکت ہو گی۔ آپ ویسے بھی تو خدا کی خاطر کھانے سے رک رہے ہیں، پینے سے رک رہے ہیں، مگر اگر ساتھ یہ جہاد بھی شروع ہو جائے جو جھوٹ کے خلاف ہے، اس جھوٹ کے خلاف جو روز مرہ کا قاتل ہے اگر جھوٹ کھالیا تو گویا سب کچھ روزے میں کھالیا اور روزے کا نام ونشان بھی نہ رہا۔۔۔ پس جتنا آپ سچائی کی طرف آگے بڑھیں گے اتنا ہی آپ کے روزے مقبول ہوتے چلے جائیں گے اور اس کے نتیجے میں آپ کو دنیا میں بھی یہ محسوس ہو گا کہ روزہ آپ کے لیے روحانی صحت کا موجب بنا ہے (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 9 فروری 1996)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: بعض لوگ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں صرف مزہ لینے کے لئے۔ کہ ایک سے بات ادھر پہنچائی، اِدھر سے اُدھر پہنچائی۔ تو ہمیں...اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہیں ہم انجانے میں، لاشعوری طور پر یا جان بوجھ کر اپنے پر یہ جھوٹے ہونے کا لیبل نہ لگوالیں۔ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ فرمودہ 19 دسمبر 2003ء)

فرمایا! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جھوٹ کے خلاف آپ لوگ ایک مہم چلائیں۔۔۔۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کے لیے اس بُرائی کو جڑ سے اکھیڑ دیں۔۔۔۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ وہ ہرگز پاک نہیں ہوسکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ جو جھوٹ کو نہیں چھوڑتا اور جو پاک نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتا

۔اگر خدا تعالیٰ کا قرب نہ پایا تو پھر احمدی ہونے کا یا احمدی کہلانے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔کوئی فائدہ ہی کوئی نہیں ۔تو آپؑ نے فرمایا کہ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو کس طرح پا سکتا ہے جو جھوٹ کو اپنا معبود سمجھتا ہے۔جو جھوٹ کو خدا سمجھتا ہے۔وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی بجائے جھوٹ کی عبادت کررہا ہے۔اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہو جائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔(مشعل راہ جلد5 حصہ دوم صفحہ 111)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور آپ کے بتائے ہوئے طریق پر چلتے ہوئے تمام برائیوں سے بچنے اور تمام اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہماری سچائیوں کے بھی وہ معیار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں اور ہماری عاجزی کے بھی وہ معیار ہوں جو خدا تعالیٰ کو پسند آئیں۔ہم حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ایسے افراد بنیں جیسا کہ وہ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ (الفضل انٹرنیشنل مورخہ 07 جولائی2017ء)

رمضان اور محاسبہ نفس

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر 19)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقوی اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقوی اختیار کرو یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا (ترمذی کتاب صفة القیامۃ والرقائق والورع) حضرت شدّاد بن اوسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا محاسبۂ نفس کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے (یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے) زینت اختیار کرو اور جو شخص دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا رہے گا قیامت کے روز اس کا ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (ابوداؤد کتاب شهر رمضان باب فی قیام شهرِ رمضان) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اجر کی توقع سے رکھے، اسے اس کے رمضان سے پہلے کئے گئے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو لیلۃ القدر کی شب عبادت کے قیام کی غرض سے اور اجر کی توقع سے کھڑا ہوا اُسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روز نامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک قدم آگے رکھا ہے۔انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 455) **فرمایا!** سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو رڈی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔" (ازالہ اوہام۔۔3 صفحہ 548.547)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ الٰہی حد بندیوں کو نگاہ رکھو اور ہر وقت نفس کا محاسبہ کرتے رہو کہ کل کے واسطے تم نے کیا تیاری کی ہے خطبات نور صفحہ 474

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: مومن کو ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور خرابیوں کو دور کرنے کی

کوشش کرنی چاہئے اور اپنے نفس کے محاسبہ میں لگے رہنا چاہئے کہ کہیں اس میں کوئی نقص تو نہیں پیدا ہو گیا۔۔ انسان کو اپنے نفس کی کمزوری کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کے لیے روحانت کے کے راستے کھل جاتے ہیں جو ایسا نہیں کرتا اس کے لیے روحانیت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور ایسا انسان گمراہ ہو جاتا ہے (خطبہ جمعہ 21 مئی 1937 خطباب محمود سال 1937)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ جہاں انفرادی زندگی محاسبۂ نفس کے بغیر کامیاب نہیں ہوتی وہاں اجتماعی زندگی میں بھی محاسبہ کے بغیر ترقی کی راہیں نہیں کھلا کرتیں۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ جو کچھ اس نے کیا ہے وہ درست ہے اور کامل ہے اور اس کا صحیح نتیجہ نکلنا چاہئے، تو اس کی غلطیاں دور نہیں ہونگی اور اگر وہ یہ خیال کرے کہ جتنا کام مجھے کرنا چاہئے تھا میں نے کر لیا ہے تو اس کو زیادہ زور کے ساتھ کام کرنے کی توفیق نہیں ملے گی۔ بہرحال ایک جائزہ لینا چاہئے اور اِس بات کا محاسبہ ہونا چاہئے کہ ہم نے کہاں، کس رنگ میں اور کیوں غلطی کی اور آئندہ اس سے بچنے اور اصلاح کرنے کا پروگرام بننا چاہئے۔ خطبہ جمعہ ۲۸ اپریل ۱۹۷۲ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ خصوصیت کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ (4 اپریل 1986) **فرمایا قرآنی اصطلاح کے مطابق گناہ بخشنے کا مضمون یہ ہے کہ جب گناہ بخشے جاتے ہیں تو گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس پہلو سے ہر انسان اپنے نفس کا جائزہ لے سکتا ہے کہ آیا اس رمضان مبارک میں اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں بخشے گئے۔** پس سب حاضروں کو اور وہ جو نظر سے غائب ہیں۔۔ ان سب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ۔۔ کوشش کریں، زور لگائیں اور بخشش کرئیں اس مفہوم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جس کا میں نے ذکر کیا ہے بخشے جائیں تو ان کا دل صاف ہو جائے، بخشے جائیں تو ان کا دل پاک ہو جائے، بخشے جائیں تو گناہ سے نفرت ہو جائے اور پھر آئندہ اس کوچے کا منہ دیکھنا تک پسند نہ کریں۔ یہ وہ کامیابی ہے جسے ہم کہہ سکتے ہیں ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 15 جنوری 1999)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔ واضح طور پر فرمادیا کہ ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے روز و شب رمضان میں گزارنے سے ہی یہ مقام ملتا ہے اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی گزشتہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ **اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہے۔ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر غور کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو تبھی گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔** اور یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی رمضان کے روزوں سے حاصل کرنے کا بیان فرمایا ہے۔۔ **آنحضرت ﷺ نے دو فقروں میں ہمارے سامنے پوری زندگی کا لائحہ عمل رکھ دیا۔ ہمارے منہ سے کہہ دینے سے کہ ہم ایمان کی حالت میں روزے رکھ رہے ہیں اس لئے ہمارے سارے گناہ بخشے جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیا، یہ کافی نہیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے ایمان کو اس کسوٹی پر رکھ کر پرکھنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی کسوٹی ہے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کسوٹی ہے۔ پس یہ دیکھنا**

ہے کہ ہم اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 02 جون 2017

فرمایا:۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ ہر احمدی سے آپ نے عہد بیعت لیا اور اس عہد بیعت میں شرائط بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پر عمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 30 دسمبر 2016

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے روزے ایمان اور محاسبہ کی حالت میں ہوں۔ ہمارے گناہ بخشے جائیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے، ہماری روح کو بلندیوں پر لے جائے اور ہمیں خدا تعالیٰ کا قُرب مل جائے۔ آمین

روزہ اور سحر و افطار کی برکات

{وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ} (البقرۃ 188) اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے پھر روزے کو رات تک پورا کرو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً. (مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل السحور) ’’سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔‘‘ اَلسُّحُوْرُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدَعُوْهُ. سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ. مسلم، الصحیح، کتاب الصیام ’’ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔‘‘

رمضان المبارک میں پابندی کے ساتھ سحری و افطاری بے شمار فوائد اور فیوض و برکات کی حامل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے کا آغاز ہمیشہ سحری کے کھانے سے فرمایا کرتے تھے۔ روزے میں سحری کو بلاشبہ بہت اہم مقام حاصل ہے۔ روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تلقین فرمائی ہے کہ سَحِّرُوْا وَلَوْ بِشُرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ سَحِّرُوْا وَلَوْ بِحَبَّاتِ زَبِيْبٍ فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ (جامع الصغیر) کہ سحری کرو خواہ پانی کے گھونٹ سے ہی یا انگور کے دانہ سے ہی کیونکہ فرشتے تم پر دعائیں اور درود بھیجتے ہیں۔ پس سحری کا وقت بھی قبولیتِ دعا اور برکات الٰہی کا وقت ہے کیونکہ فرشتے بھی اس میں سحری کرنے والوں کے لئے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر ایک حدیث ہے کہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔ (ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی الصائم لاتردد 1752)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ اس ماہ میں تقویٰ کے مراتب طے کرنے کا اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا، پھر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤں کے خدا کے فضل کو طلب کرنے کا موقع ملتا ہے۔ (خطبہ عید الفطر 16 فروری 1905ء)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دعاؤں پر زور دیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطاری کا وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے اسی طرح سحری سے پہلے کا وقت بھی دعائیں قبول ہونے کا ہوتا ہے۔۔۔ ان وقتوں میں اگر دعا کی جائے تو خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کے وقت خاص طور پر

ملائیکہ نازل ہوتے اور الٰہی برکات وفیوض کا نزول ہوتا ہے (الفضل 18 جنوری 1934ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سحری کے کھانے کو آخری وقت میں زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور افطاری کو پہلے وقت میں۔۔ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سحری کا کھانا بالکل آخری وقت میں آنحضرت ﷺ کو پسند تھا اور افطاری کے متعلق آپ کا یہ ارشاد ہے کہ بالکل پہلے وقت میں کر لینی چاہیئے۔۔۔ پس اوّل وقت میں افطاری اور آخری وقت میں سحری کھانا بڑی برکت کا موجب ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے تا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی برکات سے نوازتا چلا جائے۔ (خطبہ جمعہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء)

پھر آپؒ سحری کی برکات سے فائدہ اٹھانے کا طریق بتاتے ہوئے فرمایا:۔ جس وقت ہم رمضان میں سحری کھاتے ہیں اس سے معاً پہلے آدھا گھنٹہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے جتنی بھی خدا توفیق دے وہ خدا کے حضور جھکے، علیحدگی میں تنہائی میں، عاجزی کے ساتھ اور نیستی کا لبادہ پہن کر اس کے سامنے جائے اور اس بات کا اقرار کرے کہ میرے اندر کوئی طاقت نہیں، میرے اندر کوئی قوت نہیں میں کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتا تیرے فضلوں کو کیسے حاصل کر سکتا ہوں جب تک تیرا فضل مجھے اس کی توفیق نہ دے اس لئے اے ہمارے پیارے ربّ! جہاں تو نے بے شمار انعامات ہم پر کئے ہیں وہاں یہ فضل بھی کر کہ اس آیت میں جس فضل کے حصول کی طرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے، اسے ہم حاصل بھی کر سکیں اور اس پر عمل بھی کر سکیں اور ہمیں حکمت سکھا (خطبہ جمعہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔ دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روز مرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اُٹھ رہے ہیں، روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں اس وقت عام طور پر لوگ گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ سحری کے وقت بھی میں نے دیکھا ہے یہ رجحان ہے کہ ہلکی پھلکی باتیں کر کے تو ہنسی مذاق یا دوسروں باتوں میں سحری کے وقت کو ٹال دیتے ہیں اور ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح افطاری کا حال۔ تو میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لیے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں۔ (خطبہ جمعہ 18 جنوری 1998)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔۔۔ پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جا رہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جا رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کے لئے ہے۔
--اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 03 جون 2016

فرمایا! بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے اوراٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔ (فرمودہ 24، اکتوبر 2003)

فرمایا! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سحری کھاؤ اور افطاری کرو۔ آپ نے اپنے عمل سے ہمیں یہ کر کے دکھایا کہ اگر کوئی سوائے مجبوری کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر نہیں چلتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔ بعض مجبوریاں ہو جاتی ہیں جب آدمی کو فوری طور پر افطاری بھی نہیں ملتی یا سحری نہیں کھائی جا سکتی۔ اور اگر پھر کوئی صحت کے باوجود روزہ نہیں رکھتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا جو کسی بھی صورت میں مہیا ہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے فائدہ اُٹھانا اور جائز طریق سے فائدہ اُٹھانا نیکی بن جاتی ہے اور اُن کا ناجائز استعمال یا بے وقت استعمال گناہ ہے۔ اور یہی آپؐ نے ہمیں اپنے عمل سے کر کے دکھایا (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 17 اگست 2012ء)

فرمایا! تقویٰ کا حصول **ہمارے سامنے ہر سحری اور ہر افطاری کے وقت ہو۔ دن بھر کا ذکر الٰہی اور رات کے نوافل ہمیں تقویٰ کی راہیں دکھانے والے ہوں۔** خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 04 جولائی 2014

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سحری و افطاری کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

روزہ اور تقویٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرۃ184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ "تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرائے گا۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقویٰ اور حسن اخلاق۔(ترمذی)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابوہریرہؓ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرو تو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع و التقویٰ) قرآن کریم میں تقویٰ کو جو لفظ استعمال ہوا ہے اِس کے بارہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے کسی نے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ کانٹوں والی جگہ پر سے گزرو تو کیا کرتے ہو اُس نے کہا یا اُس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اُس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔اُنہوں نے کہا کہ بس اِسی کا نام تقویٰ ہے یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقام پر کھڑا نہ ہو اور ہر طرح اُس جگہ سے بچنے کی کوشش کرے"(تفسیر کبیر جلد اول ص73)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ جب وہ دیکھے کہ میں گناہ میں پڑتا ہوں تو دعا اور تدبیر سے کام لیوے ورنہ نادان ہوگا۔۔ متقی درحقیقت وہ ہے کہ جہاں تک اُس کی قدرت اور طاقت ہے وہ تدبیر اور تجویز سے کام لیتا ہے (م:486/3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ رمضان میں تقویٰ کا سبق یوں ملتا ہے۔ سخت سے سخت ضرورتیں بھی جو بقائے نفس اور بقائے نسل کے لئے ضروری ہیں ان کو بھی روکنا پڑتا ہے۔ بقائے نفس کے لئے کھانا پینا ضروری چیز ہیں اور بقائے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ایک ضروری شے ہے مگر رمضان میں کچھ عرصہ کے لئے یعنی دن بھر ان ضرورتوں کو خدا کی رضامندی کی خاطر چھوڑنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ سبق سکھایا ہے کہ جب انسان بڑی ضروری خواہشوں اور ضرورتوں کو ترک کرنے کا عادی ہوگا تو غیر ضروری کے چھوڑنے میں اس کو کیسی سہولت ہوگی۔۔۔غرض رمضان شریف ایک ایسا مہینہ تھا جو انسان کو تقویٰ' طہارت' خدا ترسی' صبر و استقلال' اپنی خواہشوں پر غلبہ' فتح مندی کی تعلیم عملی طور پر دیتا تھا۔۔باوجود اس قدر اسباب اور سہولتوں کے میسر آجانے پر بھی

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی فکر نہیں کرتا اور منافع اٹھانے کی سعی میں نہیں لگتا تو اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہو سکتا ہے؟(خطبات نور صفحہ 52)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں": رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی اصل حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے ۔۔ روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی۔ اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری اور شہوت کو پورا کرے"۔(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔جو تقویٰ کی لہریں تمہارے دلوں میں موجزن ہیں وہ خداتعالیٰ تک پہنچتی اور خداتعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرنے والی ہیں۔ پس **تقویٰ کی بنیاد پر اپنی زندگی کی عمارت استوار کرو اور خداتعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے وارث بنو۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔اگر انسان تقویٰ اختیار کرے اور خدا کی طرف اُس کے پیار کو حاصل کرنے کا سفر شروع کردے تو اس سفر کے آداب کا نام تقویٰ ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان ایک پیارے کا دل جیتنا چاہتا ہے اور ہر وقت اس بات پر نگران رہتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوجائے جس سے یہ مجھ سے ناراض ہو جائے جو اس کو بُری لگے۔ یہ خوف ہی دراصل تقویٰ ہے۔ تقویٰ کا مطلب بعض چیزوں سے بچنا ہے اور عُرفِ عام میں اِس کا ترجمہ خدا کا خوف کیا جاتا ہے۔ خوف کن معنوں میں ؟... تقویٰ سے مُراد یہ خوف ہے کہ مَیں اُن باتوں سے بچوں جن باتوں سے مجھے اپنے محبوب کی ناراضگی دیکھنی پڑے اور وہ مجھ سے خفا ہوجائے۔ یہ ایک منفی طاقت ہے جو مثبت نتائج پیدا کرتی ہے۔ تقویٰ بظاہر ایک منفی طاقت ہے بچنے کا نام تقویٰ ہے اور بچنے سے مراد جیسا کہ آپ سفر پر جارہے ہوں تو ٹھوکروں سے بچنا' راہزنوں سے بچنا' کئی قسم کے اتفاقی حادثات اور نقصانات سے بچنا۔ یہ سارے بچنے کے مفہوم اِس میں داخل ہیں جو منفی پہلو رکھتے ہیں لیکن اِن کا جو مثبت نتیجہ ہے وہ جان، مال، عزت اور خوشیوں کی حفاظت ہے۔ (خ۔ط:11/255)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز فرماتے ہیں:۔اللہ تعالیٰ اُنہی کو تقویٰ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے جو خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کی طرف دوڑ کر آتا ہے جو کم از کم خود چل کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ کے حصول کے لئے ان کوششوں میں، اللہ تعالیٰ

کی رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں، ایک بہت بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کے حصول کے لئے جو حقیقی کوشش کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔اسے نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 2007ء)

پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں، جو تقویٰ حاصل کیا، جو تقویٰ کے معیار اپنی زندگیوں کے حصے بنالئے وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔ اور جو بھلا بیٹھے یا جنہوں نے کچھ حاصل ہی نہیں کیا ان کو سوچنا چاہئے کہ روزے ہمیں کیا فائدہ دے رہے ہیں۔ اگر کسی چیز کا فائدہ ہی نہیں ہے تو اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24، اکتوبر 2003ء) اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ خدا کی رضا کا حصول اپنا مقصد بناتے ہوئے اِس رمضان میں سے گزریں اور ہمارے روزے خالصتہً اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ خدا کی معرفت بھی ہمیں حاصل ہو جو مستقل ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہمیں ہر آن تقویٰ میں بڑھانے والی رہے۔(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 379)

نماز تہجد اور نوافل

{وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا } (الإسراء 79) اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہو گا قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ ، وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (رواه أحمد في المسند (5/451) والترمذي في السنن برقم (2485) **آنحضور ﷺ نے فرمایا:** لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

فرمایا: بے شک قیامت والے دن بندے سے اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ یقینا کامیاب اور سرخرو ہوجائے گا اور اگر وہ درست نہ ہوئی تو وہ انسان ناکام نامراد ہوجائے۔ **پس اگر اس کے فرائض میں سے کچھ کمی رہ گئی تو رب عزوجل فرمائے گا۔ذرا دیکھو! کیا میرے بندے کے (نامہ اعمال میں) کچھ نوافل ہیں؟ تاکہ ان کے ذریعے سے اس کے فرائض کی کمی کو پورا کردیا جائے۔ پھر اس کے باقی اعمال کا حساب بھی اسی طریق پر ہو گا** الترمذی ۴۱۳

حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیسے رمضان میں عبادت فرماتے تھے؟ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد (تہجد) نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ ” وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ “ اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ یعنی کل گیارہ رکعات)۔ (بخاری کتاب الصوم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دُعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑ گڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنیوالوں کو ضائع نہیں کرتا۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۵۳) فرمایا! **”ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے** (ملفوظات جلد2 ص182)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ پہریداروں کو دیکھا گرم بستر گھر میں موجود' سردی کے موسم میں سرد ہوا کی پروانہ کر کے وہ آدھی رات کو چند ٹکوں کی خاطر خبردار! خبردار! پکارتا پھرتا ہے مگر جن کو خدا نے ہزاروں روپے دیئے اور عیش و

عشرت کے سامان' وہ اتنا نہیں کر سکتے کہ پچھلی رات اٹھ کر تہجد تو درکنار استغفار ہی کریں- یہ عدل نہیں- فرمایا! پس میرے عزیزو! تم خدا کے معاملہ میں' مخلوق کے معاملہ میں عدل سے کام لو- ایک طرف جناب الٰہی ہیں' ایک طرف محمد رسول اللہ ہیں- محمد رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سنو- آپؐ کا چال و چلن سنو پھر یہ کہ آپؐ نے ہمارے لئے کیا کیا- اپنے تیئں جان جوکھوں میں ڈالا- ایسے مخلص مہربان ﷺ کی فرمانبرداری اپنے دوست کی فرمانبرداری کے برابر بھی نہ کرو توکس قدر افسوس کی بات ہے- (خطبہ جمعہ 27 جون 1913)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ تہجد کے وقت کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ آسمان سے اُتر آتا ہے۔اور وہ بندوں سے کہتا ہے جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مجھ سے مانگو لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ یہ چیز رمضان میں حاصل ہوتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ایام میں سحری کے وقت اُٹھنے کی وجہ سے تہجد کا موقع زیادہ ملتا ہے اور عام طور پر جو لوگ تہجد پڑھنے میں سست ہوتے ہیں وہ بھی ان ایام میں سحری کھانے کے لیے اٹھتے ہیں اور تہجد پڑھ لیتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا ہوں اور ہر اخلاص کے ساتھ دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں کو سنے اور ان پر عمل کرے۔دوستی ایک طرف کی نہیں ہوتی (خطبات محمود جلد ۳۹ صفحہ ۵۰ سال ۱۹۵۸)

فرمایا! **ربوہ کی جماعت کے افسران اور عہدیداران محلوں میں تہجد کی تحریک کریں**۔اور جو لوگ تہجد پڑھنے کے لیے تیار ہوں اور یہ عہد کریں کہ وہ تہجد پڑھنے کے لیے تیار ہیں اُنکے نام لکھ لیں اور جب وہ چند دنوں بعد اپنے نفوس پر قابو پالیں تو انہیں تحریک کی جائے کہ وہ باقیوں کو بھی جگائیں۔جب سارے لوگ اٹھنا شروع ہو جائیں، پیپے بجنے لگ جائیں تو کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نماز پڑھنے کے دل تو چاہتا ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے۔وہ بھی تہجد کے لیے اٹھ بیٹھیں گے۔رمضان میں لوگ اٹھ بیٹھتے ہیں اس لیے کہ اردگرد شور ہوتا ہے۔اکیلے آدمی کو اٹھائیں تو وہ سو جاتا ہے لیکن رمضان میں وہ نہیں سوتا اس لئے کہ اردگرد آوازیں آتی ہیں۔۔۔یہ ایک تدبیر ہے جس سے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ **پس مقامی عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ اس کا محلوں میں انتظام کریں اور پھر اسے باہر بھی پھیلایا جائے تا آہستہ اہستہ لوگ تہجد کی نماز کے عادی ہو جائیں۔پھر اگر کوئی تہجد کا مسئلہ پوچھے تو اُسے کہو کہ اگر تہجد رہ جائے تو اشراق کی نماز پڑھو جو دو رکعت ہوتی ہے۔وہ بھی رہ جائے تو ضحیٰ کی پڑھو جو تہجد کی طرح دو سے آٹھ رکعت ہوتی ہے۔اس طرح تہجد اور نوافل کی عادت پڑھ جائے گی**۔(خطبات محمود سال ۱۹۵۲ صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بشارت دی ہے کہ اس کی نگاہ میں وہ لوگ جو رات کے اوقات میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عاجزی سے اپنی اطاعت خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں وہ اس کی نگاہ میں بڑا درجہ رکھتے ہیں۔۔ خطبہ عیدالفطر ۲۳، جنوری ۱۹۶۶ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: مضان کے ساتھ تہجد کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔**وہ روزے جو تہجد سے خالی ہیں وہ بالکل ادھورے اور بے معنی سے روزے ہیں۔اس لئے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ روزے کی**

تلقین کرنی چاہئے۔ جس ماحول کا میں نے ذکر کیا ہے قادیان یا ربوہ میں اس ماحول میں تو عموماً یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا خصوصاً قادیان میں کہ کوئی بچہ اٹھ کر آنکھیں ملتا ہوا کھانے کی میز پر آجائے۔ اس کے لئے **لازمی تھا کہ وہ ضرور پہلے نفل پڑھے اور لازمی ان معنوں میں کہ سب یہی کرتے تھے اس نے یہی دیکھا تھا اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔** خطبہ جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۸ء

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: جو تہجد پر اٹھ سکتے ہیں ان کو تہجد بھی پڑھنی چاہئے۔ آجکل کیونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے اس لئے چاہے تھوڑی ہی پڑھیں لیکن پڑھنی چاہئے۔ جو بھی روزہ رکھنے کے لئے جاگے گا یا اس وقت جاگتا ہے تو ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی بجائے پہلے نفل پڑھنے چاہئیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 03 جولائی 2015ء

امسال مجلس شوریٰ پاکستان میں بھی تہجد کے حوالہ سے تجویز ہے۔ اس لیے اس ماہ خصوصی طور جب کہ روحانیت کی ہوائیں چل رہی ہیں ہم سب کو تہجد اور نوافل پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقیقی رنگ میں رمضان المبارک سے فیض یاب ہونے اور تہجد و نوافل پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رمضان اور انفاق فی سبیل اللہ

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرۃ263) وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَاْتِيْهِ جِبْرِيْلُ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نیکی میں سب سے لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں بہت ہی سخاوت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے پاس آتے اور آپؐ کو قرآن سناتے۔ پس جب جبریلؑ آپؐ سے ملتے تو آپؐ نیکی میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔ (صحیح البخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبیؐ یکون فی رمضان) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَاَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ (مشکوٰۃ المصابیح) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کو بخشش سے نوازتے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے۔ یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔۔۔ یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے۔ وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔ رخ جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۳

فرمایا! تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا

ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 613)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ ۔۔۔ بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو، سمجھ لو، سمجھا لو۔ **جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو**۔خطبہ جمعہ یکم نومبر ۱۹۰۷ء

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب زمیندار دانہ زمین میں ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو بڑھا کر دیتا ہے تو جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اُس کا خرچ کیا ہوا ضائع جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے کا تو کم از کم سات سو ملتا ہے اور اس سے زیادہ کی کچھ حد بندی ہی نہیں اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی محدود ماننا پڑتا جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔ اس لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو دانہ ملے گا۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا بھی مل جائے۔ تو خوب یاد رکھو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ضائع کرنا نہیں بلکہ بڑھانا ہے۔(خطباتِ محمود جلد 5 صفحہ 535)

فرمایا! وہ قربانی کرو جو حقیقی قربانی ہو۔ زبانی قربانی خدا تعالیٰ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تم اپنی جانوں اور اپنے اموال کی قربانی کرو۔ دین کی خدمت میں اپنے آپ کو لگاؤ۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے اموال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ دعوت الی اللہ کے لئے باہر نکل جاؤ اور وہی جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے خدام میں داخل کرو۔ پھر دیکھو کہ دنیا کا نقشہ بدل جاتا ہے یا نہیں بدلتا۔ پس تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ اور دنیا کو خدا کے آستانہ پر جھکانے کی کوشش کرو اور یاد رکھو کہ جب خدا تعالیٰ ساتھ ہوتا ہے تو پھر دنیا کے لوگ خود بخود ساتھ ہو جاتے ہیں(خطبات محمود صفحہ ۱۰۲ سال ۱۹۳۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بار بار اور مختلف پیرایہ میں انفاق پر ابھارا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ** یہاں انسان کو اس طرف متوجہ کیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ اپنی عطا میں سے ایک حصہ واپس مانگتا ہے اس وعدہ پر کہ وہ اس انفاق پر اور اس خرچ پر اپنی طرف سے ثواب دے گا چیز اسی کی ہے لیکن جہاں بے شمار فضل اور نعمتیں اس نے اپنے بندے پر کی ہیں وہاں اس نے یہ بھی فضل کیا کہ جو دیا اس میں سے کچھ واپس مانگا اور جن لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے حضور اس کے دیئے ہوئے میں سے کچھ پیش کر دیا تو اس کے بدلہ میں اس نے ثواب بھی دیا۔ خطبہ جمعہ ۱۶؍ فروری ۱۹۶۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔ سنت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور ضرورت مندوں پر شفقت کرنے میں تمام دوسرے متقیوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے اور آپؐ کی انفاق فی سبیل اللہ کی مثالیں اتنی تھیں کہ جیسے سُبک رفتار سے بادِ صبا چلتی ہو رحمتوں کا پیغام لے کر آتی ہو اور جہاں سے گزرے وہاں سے پھول کھلا دے۔ رمضان المبارک میں راوی بیان کرتے ہیں کہ اس ہوا میں مزید تیزی پیدا ہو جاتی تھی۔ جیسے ہم جانتے ہیں کہ برساتی ہوائیں خاص جوش اور تُندی کے ساتھ چلتی ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی رحمت اور شفقت علی الناس غیر معمولی تیزی اختیار کر لیا کرتی تھی۔ وہی سنت آپؐ کے وقت سے آج تک مسلمانوں میں جاری و ساری ہے اور وہ لوگ جو بالعموم غربا پر خرچ کرنے کی عادی نہیں بھی ہوتے۔ رمضان مبارک میں کچھ فرض نیکیوں کے بنا پر، کچھ رمضان کے مبارک کے ماحول سے اور سنت کی یاد سے متاثر ہو کر وہ بھی اپنے دل، اپنے ہاتھ غریب بھائیوں کے لئے کھول دیتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/مارچ ۱۹۹۳ء)

فرمایا! جو خدا کی راہ میں قربانی کرتے ہیں اللہ ان کی قربانی رکھا نہیں کرتا۔ کون سا قربانی کرنے والا آپ نے دیکھا ہے جس کی اولاد فاقے کر رہی ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان دیکھیں خدا نے فضل کئے ہیں۔ مگر اس وقت تک یہ فضل ہیں جب تک کوئی سمجھے کہ کس کی بناء پر ہیں۔ اگر کسی دماغ میں یہ کیڑا پڑ جائے کہ میری کوشش ہے، میری چالاکی ہے، میرے ہاتھ کا کرتب ہے تو بڑا بیوقوف ہو گا۔ یہ ان چند روٹیوں کے طفیل مل رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی راہ میں قربان کی تھیں۔۔۔ سینکڑوں احمدی خاندان ہیں جو اسی قسم کا قربانیوں کا پھل کھا رہے ہیں۔ ان کے والدین یا ان کے ماں باپ نے بڑے بڑے مشکل حالات میں گزارے کئے۔ جو کچھ میسر تھا جو کچھ وہ بچا سکے خدا کے حضور پیش کر دیا اور آج اولادیں ہیں کہ پہچانی نہیں جاتیں۔ کہاں سے آئی تھیں۔ کہاں چلی گئیں۔ ان کے پیچھے رہنے والوں کو دیکھیں جو محروم تھے ان سب قربانیوں سے۔ ان کی شکلیں اور ہیں، ان کے ماحول اور ہیں، ان کی عقلیں اور ہیں، ان کے علم اور ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والوں کی اولادوں کو خدا نے اتنی برکت دی۔ مگر پہچاننے کی ضرورت ہے، احساس کی ضرورت ہے جب تک یہ احساس زندہ رہے گا یہ قافلہ آگے بڑھتا رہے گا۔۔۔ پھر ڈرتے کس بات سے ہیں؟ خدا کی راہ میں دینے والے کبھی خالی نہیں رہے۔ رازق وہ ہے۔ وہ تو محبت اور پیار کے اظہار کے طور پر آپ کے دلوں کو پاک و صاف کرنے کے لئے آپ سے مانگتا ہے (خطبہ جمعہ ۱۰/ستمبر ۱۹۸۲ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ رمضان کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک ذریعہ ہے اس لیے آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اموال کی قربانی بھی تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ رمضان کی برکتوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ (خطبات مسرور جلد ۳ صفحہ ۶۰۳)

غیبت چغلی سے پرہیز

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات 12) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْغِيبَةُ؟ قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ». قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ» (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا" تیرا اپنے بھائی کا ایسے رنگ میں ذکر کرنا جو اسے برا لگے غیبت کہلاتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہؐ! اگر اس شخص میں وہ بات پائی جاتی ہو پھر بھی؟ آپؐ نے فرمایا اگر اُس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو وہی تو غیبت ہے اور اگر ایسی بات کہتا ہے جو اس میں پائی ہی نہیں جاتی وہ بہتان ہے۔ **آپ ﷺ نے فرمایا:** لوگو! میرے سامنے ایک دوسرے کی بدگوئیاں نہ کیا کرو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں گھر سے نکلوں اور تمہاری مجلسوں سے آؤں تو میرا سینہ سب کی طرف سے صاف ہو۔ (ترمذی) نیز فرمایا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری کتاب الادب) کہ چغل خور کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ۔ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو۔ یہ سب بُرے کام ہیں (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 653-654)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں: ۔ خوب یاد رکھو سوء ظن سے تجسّس اور تجسّس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ آجکل ماہ رمضان ہے۔ اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے۔ اس لئے یہ بات میں نے روزہ پر بیان کی ہے اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسّس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے۔ تو وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ جیسے فرمایا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا

رکھتا ہے۔ وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچّی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بد آدمی ہوتا ہے۔ جو اپنے مُردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی۔ تب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بُو بھی آتی تھی۔ یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں۔ یہ واقعات ہیں۔ جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں۔ جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے۔ نہیں مرتے! **اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں۔ کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔ بُغض اور کینہ سے اجتناب اور بکلّی پرہیز کرو** ۔۔۔ بد صحبتوں سے بہ کُلّی کنارہ کش ہو جاؤ۔ خوب یاد رکھو۔ کہ چوہڑی یا لوہار کی بھٹی یا کسی عطّار کی دکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی۔ ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ۔ کیونکہ اس سے پھر تجسّس پیدا ہو گا۔ اور اگر تجسّس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے۔ اور مُردار کھانے کی مانند ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 6 تا 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو صرف کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۷۷) فرمایا! ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو ان باتوں پر پختگی کے ساتھ قائم کریں اور کوشش کریں کہ ان میں جھوٹ کی عادت نہ ہو، غیبت کی عادت نہ ہو، چغل خوری کی عادت نہ ہو، ظلم کی عادت نہ ہو۔ دھوکہ اور فریب کی عادت نہ ہو۔ غرض جس قدر اخلاق ہیں وہ ان میں پیدا ہو جائیں اور جس قدر بدیاں ہیں وہ ان سے بچ جائیں تا کہ قوم کا ایک مفید حصہ بن سکیں (غیبت ایک بدترین گناہ صفحہ 42 تا 43)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ افشائے راز کرنے سے دوستوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ راز صرف وہی نہیں جسے بیان کرنے والا راز کہے بلکہ ہر وہ بات جو تم سے کہی گئی ہے کسی کا راز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص تم میں سے کوئی بات کہہ کر چلا جاتا ہے تو اس کی بات تمہارے پاس بطور امانت رہ جاتی ہے پس امانت میں خیانت نہ کرو۔ (غیبت ایک بدترین گناہ صفحہ 53)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔ جب دکھ سے بچانا مقصود ہے سوسائٹی کو تو لازماً غائب کی بات ہو یا حاضر کی بات ہو دونوں ناجائز ہیں ۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیبت تو منع ہے ہی لیکن اگر کوئی کسی کو غیبت کرتے ہوئے سنے اور وہ اس بات کو اس شخص تک پہنچا دے جس سے متعلق کہی گئی تھی تو اس چغلخور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کسی کی طرف تیر پھینکے اور تیر نشانے پر نہ لگے اور وہ اس کے قدموں میں جا گرے اور کوئی شخص اس کے قدموں سے تیر اٹھا کر اس کے سینے میں گھونپ دے کہ

میں نے اس کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ تو چونکہ دل آزاری منع ہے، بنیادی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ دل آزاری منع ہے، کسی کو دکھ دینا منع ہے،۔۔۔۔ غیبت سچی بات کو کہتے ہیں لیکن وہ سچی بات جو دکھ دینے والی ہو۔ اس ضمن میں بسا اوقات آپس کی بحث کے دوران آپ یہ فقرہ بھی سنیں گے دو لڑنے والوں کے درمیان کہ "میں جھوٹ بولوں! میں نے جو سچی بات ہے وہ منہ پر کہہ دی ہے، میری عادت ہے میں بڑا صاف گو ہوں اور سچی بات منہ پہ مارتا ہوں"۔ **ایسے "صاف گو" پر خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لعنت ڈالی ہوئی ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس کو پکڑ لے گا اور بڑی سخت تحذیر فرمائی ہے بڑی سخت اس کے متعلق انذار کی پیشگوئی کی ہے۔۔ ایسے صاف گو لوگ خدا کو بالکل پسند نہیں ہیں اس لئے جماعت احمدیہ میں ایسے صاف گو لوگ ہمیں نہیں چاہئیں۔ ہمیں تو ویسے صاف گو لوگ چاہیں جیسے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے، ان سے زیادہ صاف گو کون ہو سکتا ہے لیکن آپؐ دکھوں کی باتیں لوگوں تک پہنچانے سے احتراز فرماتے تھے اور اس سے منع فرمایا کرتے تھے اور دکھوں کی باتیں لوگوں کے متعلق کرنے سے احتراز فرماتے تھے اور ان سے منع فرماتے تھے** (خطبہ جمعہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ غیبت نہ کرو۔۔ متقی کا یہ کام نہیں ہے کہ ایسی باتیں کرے جس سے مسائل پیدا ہوتے ہوں، معاشرے میں فساد پیدا ہوتے ہوں۔ نہ غیبت کرنی ہے، نہ کسی پر بہتان لگانا ہے۔

پس رمضان میں جب ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، اس کا قرب ہمیں ملے، اپنی دعاؤں کو ہم قبول ہوتا ہوا دیکھیں تو ان برائیوں سے بچنے کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے تمام احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنے والے ہوں اور رمضان کے بعد بھی ہم میں یہ نیکیاں قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عابد ہم بنیں اور ہم اسی کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 24 جون 2016

درس بابت تحریک جدید

باطنی پاکیزگی

{إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ } (البقرة 223) یقیناً اللہ ان سے جو اس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں محبت کرتا ہے اور (ظاہری و باطنی) پاکیزگی رکھنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ (ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، صاف یعنی عیوب سے منزہ ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ کہ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا یہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔ مسلم کتاب الطھارۃ) أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ. (متفق علیہ)

ظاہری صفائی کے ساتھ باطنی صفائی ایک لازمی جزو ہے اور عبادت کے لیے باطنی پاکیزگی اور روحانی نشاط ظاہری طہارت اور جسمانی مستعدی متقاضی ہے تا کہ پوری بشاشت کے ساتھ انسان عبادت کرے۔ باطنی پاکیزگی سے مراد انسان کا روحانیت میں خدا تعالیٰ سے مخلص ہونا شرک کی آلودگی سے بچنا اور خیالات طیبہ سے معاشرے کو جنت نظیر معاشرہ بنانا نیز افعال پاک کو کرنے کی نیت اور جستجو کرنے کے لیے دل میں ایک تڑپ اور جوش پیدا کرنا جس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مثالیں قائم ہوں۔ باطنی پاکیزگی سے مراد وہ پاکیزگی ہے جس سے انسانی دنیا کی غلاظتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے ایمان پر پر خلوص سے قائم رہتے ہوئے دل کو صاف رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور رہے۔ اور ترک شر اور کسب خیر کی ایسی تراکیب اپنے پاک دل میں سوچ جس سے مرتبہ لقا تک فائز ہو۔ وہ اخلاق فاضلہ اس سے ظاہر ہوں جس کی دین حق نے تلقین کی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ سمجھنا چاہئے کہ صفائی ذہن بھی تو آخر تقویٰ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب انہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔ اگر کوئی پاک نظر سے اور خدا کا خوف کر کے اس کو دیکھتا ہے تب تو اس کو سب کچھ اس میں سے نظر آجاتا ہے اور اگر ضد اور تعصّب کی پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہے تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔ (الحکم جلد ۱۲ صفحہ ۳)

فرمایا: فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کرلے اور گناہ اور معاصی کے ارتکاب کا کبھی بھی اس میں دورہ نہ ہو اور ترکِ شر اور کسبِ خیر کے دونوں مراتب پورے طور سے یہ شخص طے کرلے تب جا کر کہیں اسے

فلاح نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کوئی آسان سی بات نہیں جب تک انسان مر ہی نہ جاوے جب تک کہاں ہو سکتا ہے کہ سچا ایمان حاصل ہو۔ (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۰ ؍ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو توّابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی اور متطہّرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی۔ اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے کہ جو محض ظاہری پاکیزگی کا پابند ہو بلکہ توّابین کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خدا تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔ لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے۔ اور اگرچہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا مگر چونکہ اُس نے تھوڑا سا کام خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق کیا ہے (ایّام الصلح، ر۔خ۔ جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ دین حق جس بات پر زور دیتا ہے وہ یہ ہے کہ عمل کے ساتھ دل کی پاکیزگی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر دل پاک نہیں تو عمل ساتھ نہیں دیتا تو ایسا ایمان کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ کون عقل مند اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اصل پاکیزگی دل کی اور خیالات کی پاکیزگی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ جہاں تک اندرونی روحانی پاکیزگی کا سوال ہے اس کے بغیر تو زندگی کا کوئی لطف ہی نہیں کیونکہ روحانی پاکیزگی کے بغیر اللہ تعالیٰ سے قرب کا وہ تعلق پیدا نہیں ہو سکتا جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور جس کے نتیجہ میں اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں عطا ہوتی ہیں اور جس کے نتیجہ میں انسان اِس دُنیا میں امن اور خوشحالی کی زندگی گزارتا ہے۔۔ اِسی لئے اسلامی اجتماعات میں باطنی طہارت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ باطنی طہارت اور پاکیزگی کیا ہے یہی کہ ہمارا جو پاک رب ہے انسان کو اس کا پیار حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کا پیار اس کے لئے راحت اور سکون کا موجب بن جائے۔ باطنی طہارت کے لئے انسان کو بڑی دعائیں کرنی پڑتی ہیں ورنہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان 77) کا اعلان قرآن کریم کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی ہے اس کو انسان کی کیا حاجت ہے۔ انسان ہی کو ضرورت ہے کہ وہ خدا کے حضور عاجزانہ طور پر جھکے اور تضرّع کے ساتھ دعا کرے تاکہ اُس کی رضا انسان کو مل جائے۔ اگر خدا کی رضا مل جائے تو گویا سب کچھ مل گیا کیونکہ اجتماعات کے موقع پر شیطان حملے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اس لئے ہمیں یہ کہا گیا کہ دعائیں کرو خدا تعالیٰ تمہارے لئے طہارتِ باطنی کے سامان بھی پیدا کرے گا..... ایک مومن مسلم کی زندگی اس پاکیزگی اور طہارت کے بغیر تو زندگی ہی نہیں.. خطبہ جمعہ ۱۹ ؍ نومبر ۱۹۷۶ء

فرمایا:۔ دل کی صفائی اور پاکیزگی اور دل کا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں حکم دیا ہے کہ جب بھی میرے حضور تذلل سے جھکنا چاہو اور میری اطاعت اور میری عبادت کرنا چاہو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تم اپنے دلوں کو

پاکیزہ کرو اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرو حضرت مسیح موعودؑ ضمیمہ براہین احمدیہ (حصہ) پنجم میں فرماتے ہیں:۔ ”انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے تقویٰ کی باریک راہیں، روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضا ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں، ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے“۔(بحوالہ خطبہ جمعہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء)

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: پس اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنا، غلطیوں پر نادم ہو کر استغفار کرنا دل کی صفائی کا باعث ہے۔۔۔۔ تو یہ باتیں ہیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صفائی ہے، یہ ستھرائی ہے، یہ ایمان کا حصہ ہے“۔(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۲۵ جنوری ۲۰۰۸ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی طور پر باطنی پاکیزگی اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آنحضرت ﷺ اور قیام نماز

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الأنعام 162) تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے

فرضیت نماز کے روزاول سے لے کر تا دم آخر آپ نے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ (سورۃ بنی اسرائیل:79) میں پنج وقت نمازوں کی ادائیگی کے حکم کی تعمیل کا حق ایسا ادا کر کے دکھایا کہ خود خدا نے گواہی دی کہ آپؐ کی نمازیں، عبادتیں اور مرنا اور جینا محض اللہ کی خاطر ہو چکا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

رسول اللہؐ پر آغاز رسالت میں ابھی حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ ہی ایمان لائے تھے کہ آپؐنے ان کے ساتھ نماز باجماعت کی ادائیگی کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ پھر عمر بھر سفر و حضر، بیماری و صحت، امن و جنگ غرض کہ ہر حالتِ عسر و یسر میں اس فریضہ کی بجا آوری میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ ابتداً آپؐ کفار کے فتنہ کے اندیشہ سے چھپ کر بھی نماز ادا کرتے رہے۔ کبھی گھر میں پڑھ لیتے تو کبھی کسی پہاڑی گھاٹی میں۔ البتہ چاشت کی نماز علی الاعلان کعبہ میں ادا کرتے۔

دعویٰ نبوت کے بعد کفار مکہ نبی کریمؐ کو عبادت سے روکتے اور تکالیف دیتے۔ ظالموں نے ایک دن حالت سجدہ میں اونٹنی کی غلیظ نجاست سے بھری ہوئی بھاری بھر کم بچہ دانی رسول اللہؐ کی پشت پر ڈال دی۔ ایک بدبخت نے ایک دن حضورؐ کے گلے میں چادر ڈال کر مروڑنا شروع کیا اور گردن دبوچنے لگا۔ دم گھٹنے کو تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے دھکا دیکر ہٹایا اور کہا ''کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔'' مگر آپؐ عبادت سے کب باز آسکتے تھے۔

نماز تو رسول کریمؐ کا روزانہ و شبانہ کا وہ معمول تھا جس میں آپؐ کی روح کی غذا تھی۔ ہر چند کہ امّت کی سہولت کی خاطر رسول اللہؐ نے یہ رخصت دی کہ کھانا چنا جاچکا ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر پھر نماز ادا کرلو۔ مگر اپنا یہ حال تھا کھانا کھاتے ہوئے بلالؓ کی آواز سنی کہ نماز کا وقت ہو گیا تو صرف اتنا کہا'' اسے کیا ہوا اللہ اُسکا بھلا کرے۔''(یعنی کھانا تو کھا لینے دیا ہوتا) مگر اگلے ہی لمحے وہ چھری جس سے بھنا ہوا گوشت کاٹ رہے تھے وہیں پھینک دی اور سیدھے نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ آپؐ کا معمول یہ بیان فرماتی تھیں کہ نماز کیلئے بلالؓ کی اطلاعی آواز پر آپؐ بلا توقّف مستعد ہو کر اٹھتے اور نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

بیماری میں بھی نماز ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ گھوڑے سے گر جانے کے باعث جسم کا دایاں پہلو شدید زخمی ہو گیا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا نہ فرما سکتے تھے۔ بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر باجماعت نماز میں ناغہ پسند نہ فرمایا۔

ایک سفر میں رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کرتے ہوئے حضرت بلالؓ کی ڈیوٹی فجر کی نماز میں جگانے پر لگائی گئی مگر ان پر نیند غالب آگئی۔ دن چڑھے سب کی آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز میں تاخیر ہو چکی تھی۔ پریشانی کے عالم میں رسول اللہؐ نے اس جگہ مزید رکنا بھی پسند نہیں فرمایا جہاں نماز ضائع ہوئی اور آگے جاکر نماز ادا کی۔ رسول کریمؐ جنگ کے ہنگامی حالات میں بھی نماز کی حفاظت کا خاص خیال

رکھتے تھے۔ غزوہ بدر سے پہلے اپنی جھونپڑی میں نماز کی حالت میں گریہ وزاری کر رہے تھے اور تین سو تیرہ عبادت گزاروں کا واسطہ دے کر دراصل آپؐ نے دعاؤں کے ذریعہ اس کوٹھری میں ہی یہ جنگ جیت لی تھی۔

غزوۂ احد کی شام جب لوہے کے خود کی کڑیاں دائیں رخسار میں ٹوٹ جانے سے بہت سا خون بہہ چکا تھا۔ آپؐ زخموں سے نڈھال تھے اور ستر صحابہ کی شہادت کا زخم اس سے کہیں بڑھ کر اعصاب شکن تھا۔ اس روز بھی آپ حضرت بلالؓ کی نداء پر نماز کیلئے اسی طرح تشریف لائے جس طرح عام دنوں میں تشریف لاتے تھے اور چشم فلک نے قیام عبادت کا ایسا حیرت انگیز نظارہ دیکھا جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

آخری بیماری میں رسول کریمؐ تپ محرقہ کے باعث شدید بخار میں مبتلا تھے مگر فکر تھی تو نماز کی۔ گھبراہٹ کے عالم میں بار بار پوچھتے، کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ بتایا گیا کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ بخار ہلکا کرنے کی خاطر فرمایا کہ میرے اُوپر پانی کے مشکیزے ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوئی مگر پھر غشی طاری ہو گئی۔ ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ کیا نماز ہو گئی؟ جب پتہ چلا کہ صحابہ انتظار میں ہیں تو فرمایا "مجھ پر پانی ڈالو" جس کی تعمیل کی گئی۔ غسل سے بخار کچھ کم ہوا تو تیسری مرتبہ نماز پر جانے لگے مگر نقاہت کے باعث نیم غشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ مسجد تشریف نہ لے جاسکے۔

بخار میں پھر جب ذرا افاقہ ہوا تو اسی بیماری اور نقاہت کے عالم میں دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر، اُنکا سہارا لے کر رسول اللہؐ نماز پڑھنے مسجد گئے۔ حالت یہ تھی کہ کمزوری سے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ نے اُن کے بائیں پہلو میں امام کی جگہ بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اور یوں آخر دم تک خدا کی عبادت کا حق ادا کر کے دکھا دیا۔

دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی آخری خوشی بھی نماز کی ہی خوشی تھی، جب آپؐ نے سوموار کے دن (جس روز دنیا سے کوچ فرمایا) فجر کی نماز کے وقت اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو صحابہ محو عبادت تھے۔ اپنے غلاموں کو نماز میں دیکھ کر آپؐ کا دل سرور سے بھر گیا۔ خوشی سے چہرے پر تبسم کھیلنے لگا۔[1]

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث 495)

اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہو گا؟ یقیناً ایسے باپوں کے بچے یہ خیال کریں گے کہ اس حکم کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ ایک حکم کی اہمیت کو نظر انداز کرنے سے بچے کے دل پر ہر اسلامی حکم کی اہمیت کا اثر ختم ہو جائے گا۔ ایسے لوگ نہ صرف پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] منقول از اسوہ انسان کاملؐ

ارشاد کے مطابق خود گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی گھاٹا پانے والوں میں شامل کروا رہے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بچوں کی دنیاوی ترقی کے لئے تو ماں باپ فکر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو اصل فکر کا مقام ہے اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 20 جنوری 2017

پس اے حبِّ رسول کے دعوے دارو! آج تم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ سنت رسول کی پیروری میں وہ حسین نظارے اور پاکیزہ منظر جو ہم نے اس پاک نبی محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اسوہ سے ابھی سنے ان پر عمل بھی کریں۔ اور ہماری بیوت اس بات کی گواہی دیں کہ حقیقی محبت ہم کو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اسوہ رسول کی روشنی میں اپنی بیوت کو آباد کرنے اور قیام نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مجلس کے آداب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلۃ 11)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کے لئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتْ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ.

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کہے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو سلام کہے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ افضل نہیں۔ نیز فرمایا" مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ کہ جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا ہو جس میں لغو اور بیکار باتیں ہوتی رہیں اور اُس نے اِس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگے کہ اے میرے اللہ تو پاک ہے تیری حمد بیان کرتے ہوئے مَیں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اُس کے اِس قصور کو معاف کر دے گا جو اس مجلس میں بیکار اور لغو باتوں میں شامل رہنے کی وجہ سے اُس سے سرزد ہوا۔ (ترمذی کتاب الدعوات) فرمایا کہ خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا بہترین مجالس وہ ہیں جو کشادہ اور فراخ ہوں اور لوگ کھل کر بیٹھ سکیں۔ (ابو داؤد کتاب الادب) لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ ، (جامع الترمذی رقم:2749) کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔ جب مجلس میں دو آدمی بیٹھے ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر مجلس میں بیٹھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی رقم:2752) فرمایا الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ مجلس امانت ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں کھسر پھسر نہ کریں کیونکہ یہ تیسرے آدمی کے لئے باعث رنج ہو گا (بخاری)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: کسی مجلس میں اللہ اور اس کے رسول پر ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو وہاں سے چلے جاؤ تا کہ ان میں سے نہ گنے جاؤ اور یا پھر پورا پورا کھول کر جواب دو۔ دو باتیں ہیں یا جواب یا چپ رہنا۔ یہ تیسرا طریق نفاق ہے کہ مجلس میں بیٹھے رہنا اور وہاں میں ہاں ملائے جانا۔ دبی زبان سے اخفاء کے ساتھ اپنے عقیدے کا اظہار کرنا۔ (ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 449)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ ہر مجلس اور محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں- اگر ان آداب اور مجلس سے قطع نظر کی جاوے اور پروانہ ہو تو انسان بجائے اس کے کہ اس مجلس سے فائدہ اٹھاوے اور اس میں کوئی عزت حاصل کرے وہ اس سے نکالا جاتا ہے یا ان فوائد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو ہوتے ہیں- دنیا کے حاکموں اور عہدہ داروں کے درباروں میں جاؤ تو تمہیں آگاہ کیا جاوے گا کہ وہاں کس طرح پر بیٹھنا ہے اور کس طرح ہونا ہے- مکارم اخلاق کی کتابوں میں آداب مجلس اور آداب گفتگو وغیرہ وغیرہ جدا جدا ابواب مقرر کیے ہیں- اس لئے کہ اخلاق فاضلہ کے حصول کے واسطے آداب و قواعد کی پابندی ضروری ہے -(خطاب ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء)

حَضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الثَّانِی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ فرماتے ہیں: رسولِ کریم (ﷺ) جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تاکہ کوئی بُری تحریک آپ کے قلبِ مطہر پر اثر انداز نہ ہو۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 482)

فرمایا: چاہئے کہ جب کوئی قومی مجلس ہو تو بلا اجازت افسر وہاں سے کوئی نہ جائے... جو لوگ اجازت سے جائیں... ایسوں کو ضرورت کے وقت اجازت دے دینی چاہئے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 246) نیز فرمایا: مجالس کو کُھلا رکھنا چاہئے، قرآنِ کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری ادب ہے اور اُس کے بہت سے فائدے ہیں یہی فائدہ نہیں کہ دوسروں کو جگہ مل جائے گی اور صحت پر اُس کا خوشگوار اثر پڑے گا بلکہ اور بھی باریک روحانی مطالب پر مشتمل فوائد ہیں... مجلس میں خوشبو لگا کر آنا چاہئے... کسی کو کوئی بغل گند وغیرہ کی بیماری ہو تو اچھی طرح صفائی کر کے آئے۔ مجلس کو مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مشکل مسائل درپیش ہوں تو اُن کے متعلق سوال کرنا چاہئے۔ جب گفتگو ہو رہی ہو تو اُس وقت دخل نہیں دینا چاہئے اور کسی کی غلطی معلوم کر کے اُس پر ہنسنا نہیں چاہئے۔ اِن باتوں پر عمل کرنے سے مجلس میں برکت ہوتی، تعلقات مضبوط ہوتے اور فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ (خطباتِ محمود جلد 14 صفحہ 108-109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ آپس میں بیٹھو اور نیکی کی باتیں کرو ہماری مجلس میں نیک باتیں ہی ہونی چاہئیں۔ جب تک ایسی نیک باتیں ہوتی رہیں گی اور حقیقی خوشی میسر آتی رہے گی اور یہ ہمارے رب کے نزدیک بھی اچھی چیز ہے اور ہمارے لئے بھی خوشی کی بات ہے۔ خطبہ عید الفطر ۲۰ نومبر ۱۹۷۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔ مجالس کے کچھ حقوق ہیں۔ مجالس میں جہاں بعد میں نماز ہوتی ہے اس جگہ میں جب انسان بیٹھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو روکے رکھنے پر مجبور ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے اگر مجھ سے کوئی حرکت سرزد ہوگئی تو باہر جانا پڑے گا۔ اس لیے یہ بات تہذیب کا حصہ ہے کہ جب تم مجالس میں بیٹھے ہوئے ہو تو اس قسم کی حرکتیں نہ کرو جن سے دوسروں پر برا اثر پڑتا ہو مثلاً ڈکار وغیرہ لینے سے منع فرمایا۔ اسی طرح بدبو دار چیزیں کھا کر مسجد میں آنے سے روکا۔ یہ تربیت کا ایک نہایت لطیف رنگ ہے (الفضل 6 فروری 1984ء)

ہمارے پیارے اِمام **سَیِّدُنا حضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الْخَامِسِ اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیْز** فرماتے ہیں:

مجالس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا جو کام بھی ہو، ہم جو بھی منصوبہ بندی کریں، مجلس کے جو بھی پروگرام ہوں ان کا مقصد اللہ

تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ ان میں لغویات سے پرہیز ہو۔ یہ ایسی مجالس ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور ایسی مجالس کے نتائج اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ایسی مجالس میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی نوازتا ہے۔

پس ایک مومن کا کام ہے چاہے اس کے گھر کی مجلس ہے، بیوی بچوں کے ساتھ ہے یا گھر سے باہر کی مجالس ہیں، ان میں اس کی یہ کوشش رہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو کس طرح حاصل کرنا ہے اور اپنی روحانیت کو کس طرح سنبھالنا اور بہتر کرنا ہے۔ اپنی اور مومنوں کی حالت کو کس طرح بہتر کرنا ہے۔ ایک مومن کی بظاہر دنیاوی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔ دنیاوی کاموں کو کرتے ہوئے بھی لغویات سے وہ پرہیز کرنے والا ہوتا ہے۔ دل اگر دنیاوی کاموں میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر اسے نہیں بھولتا۔ مومن کی دنیاوی کاموں کی مجالس میں بھی دھوکہ اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے لئے باتیں نہیں ہوتیں چاہے وہ دنیاوی کام کر رہا ہے۔ جیسا کہ آجکل کی سیاسی اور دنیاداروں کی مجالس میں باتیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت مدّ نظر رکھا جاتا ہے اور یہی ایک مومن سے توقع رکھی جاتی ہے کہ ان باتوں کو وہ ہر وقت مدّ نظر رکھے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو مجالس کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ مومنوں کی مجالس سرکشی اور بغاوت سے پاک، گناہوں سے پاک، رسول کی نافرمانی سے بچنے والی اور تقویٰ پر چلنے والی ہونی چاہئیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 ستمبر 2017

فرمایا! یاد رکھو کہ شیطان کی فطرت میں ہے کہ اس نے تمہاری دشمنی کرنی ہی کرنی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ اپنے گھر میں، اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مجلس لگا کر بیٹھے ہو یا اپنے خاندان کے کسی فنکشن (Function) میں اکٹھے ہو یا کاروباری مجلس میں ہو یا دینی مجلس میں ہو۔ ذیلی تنظیموں کے اجلاسوں میں ہو یا اجتماعات میں ہو، جہاں بھی تم ہو کوئی ایسی بات کرو گے جو دل کو جلانے والی ہو، کسی بھی قسم کی طنزیہ بات ہو یا تم اس مجلس کے آداب اور اصولوں کی پابندی نہیں کر رہے تو ضرور وہاں فساد پیدا ہو گا۔ اور شیطان یہی چاہتا ہے۔ اس لئے اگر تم صحیح مومن ہو تو اپنی زبان سے اور اپنے عمل سے اس فساد سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ (خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 484) اللہ تعالیٰ ہمیں مجالس کے آداب کو سمجھنے اور مجالس میں ان کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

توبہ و استغفار

{ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ } (الزمر 53) تو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَأَسْتَغْفِرُهُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسند احمد). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، اور اس سے معافی مانگو کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہر دن ایک سو مرتبہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ فرمایا أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ. اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ اُسے مل جائے"۔ بخاري 5950 جس آدمی نے استغفار کو لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نکال دے گا، اس کے ہر غم کو دور کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَسُرَّهُ صَحِيفَتُهُ، فَلْيُكْثِرْ فِيهَا مِنَ الِاسْتِغْفَارِ (السلسلة الصحيحة 2945) جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ اسے اچھا لگے تو وہ کثرت سے استغفار کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیج دیتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ (کنز العمال جلد ۸ کتاب الصوم قسم الاول باب الاوّل فی صوم الغرض)

خالص توبہ کے لئے کیا کچھ کرنا ضروری ہے؟ اس کے لئے تین باتوں کی طرف **حضرت مسیح موعود**ؑ **نے ہماری رہنمائی فرمائی** ہے۔ **پہلی بات** یہ کہ ہر برائی کا تصور اور اس کی خواہش سب سے پہلے انسان کے دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔ پس جب تک اپنے ذہن کو پاک رکھنے کی کوشش نہیں ہو گی، اس وقت تک توبہ خالص نہیں ہو سکتی۔ منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک ذہن بھی اس کے ساتھ نہ چل رہا ہو۔ اور پھر **دوسری چیز** یہ کہ اگر کوئی برائی یا بدی ہو ہی گئی ہے یا ذہن پہ خیال غالب آ گیا ہے، نکل نہیں رہا تو اس کو نکالنے کی کوشش کے ساتھ اس پر ندامت اور پریشانی انسان کو ہونی چاہئے اور گناہوں میں صرف بڑے گناہ نہیں ہیں۔ ہر قسم کی برائی، دوسروں کے حقوق کی تلفی، کسی کو بُرے الفاظ کہنا یہ سب برائیاں ہیں اور توبہ کی قبولیت سے دور لے جانے والی ہیں۔

کئی لوگ مقدموں میں دوسروں کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ سگے بھائی ایک دوسرے کے حقوق مارنے کی کوشش کررہے ہوتے ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں۔ تو اس قسم کی حرکتیں کرکے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھنا اور سمجھنا کہ ہم توبہ کررہے ہیں، یہ بالکل غلط خیال ہے۔ انسان کی خام خیالی ہے۔ سچی اور خالص توبہ اس وقت کہلائے گی جب اگر کوئی چھوٹی سی بھی غلطی ہو جاتی ہے تو اس پر ندامت اور پریشانی کی انتہا ہو جائے۔

اور پھر تیسری بات، توبہ کرنے والے کا ارادہ پکا اور مصمم ہو کہ میں نے ہر قسم کی بُرائیوں کو چھوڑنا ہے۔ اس استغفار کے ساتھ اگر صرف یہی خیال ہو کہ یہ رمضان بخشش کا مہینہ ہے اس میں کچھ عرصہ برائیوں سے بچ جاؤ۔ دوسروں کے حقوق کے تلفی سے احتراز کرو۔ رمضان کے بعد دیکھی جائے گی تو اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جاننے والا ہے ایسے لوگوں کی مغفرت کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرما دیا ہے کہ توبۃ النصوح کرو یعنی خالص توبہ کرو۔ کوئی دھوکے والی بات نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ **جب یہ تین باتیں توبہ کرنے والا اپنے اندر پیدا کرے گا تو پھر حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔** اس پر قوت اور طاقت بخشا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ تو یہ سچی توبہ جو برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتی ہے (منقول از خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 19ء ستمبر 2008ء) آپؑ فرماتے ہیں:۔ اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو۔ تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔" (لیکچر لاہور، ر۔خ۔ جلد20 صفحہ 174)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (نور اللہ مرقدہٗ) فرماتے ہیں:۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں اور جسمانی طور پر جب ان کا علاج کیا جاتا ہے تو وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ پس توبہ روحانی علاج ہے روحانی بیماریوں کا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو (حقائق الفرقان جلد دوم ص 208)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ استغفار کا لفظ غَفْرٌ سے نکلا ہے... غَفْرٌ کے معنی ڈھانکنے یا حفاظت کرنے کے ہیں اور استغفار کے معنی ہیں حفاظت کے لئے دُعا یا طلبِ حفاظت۔ گویا استغفار کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کو اپنی حفاظت میں لے لے اور اُس کی بشریّت کی کمزوریاں ظاہر نہ ہوں۔ یا یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں اِس طور پر آ جائے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ قرآن کریم نے استغفار کے معنی میں وسعت پیدا کرتے ہوئے اس کو ان معنوں میں بھی استعمال کیا ہے کہ جو گناہ انسان سے صادر ہو چکے ہوں ان کے بد نتائج اور ان کی سزا سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت طلب کی جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ لفظ اس مفہوم میں کثرت سے استعمال ہوا ہے اور یہ ادنیٰ لوگوں کے لئے ہے۔ کامل لوگوں کے لئے اس کا یہی مفہوم ہوتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرتے ہوئے اگر کوئی اَمر نظر انداز ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کر دے۔

(ت۔ک:10/483)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: اگر تم استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تو تمہاری خوشحالی کے سامان آسمانوں سے پیدا کیے جائیں گے۔۔(خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 395)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔ استغفار کے بغیر گناہ سے نجات ممکن ہی نہیں۔ گناہ کے خلاف سب سے طاقتور دفاع استغفار ہے جو شخص ہر وقت استغفار میں مصروف رہتا ہے اس سے گناہ کی اہلیت چھین لی جاتی ہے۔ اس کے گناہ کی طاقت مر جاتی ہے کیونکہ استغفار میں ہر وقت خدا کی طرف یہ توجہ ہے کہ اے خدا! مجھے اس بدی سے بھی بچا، اپنی امان میں لے، اپنی حفاظت میں رکھ، اپنی رضا کی چادر اوڑھا دے، اور میرے بنی نوع انسان سے تعلق اسی حد تک قائم رہیں جس حد تک تیری رضا ہے۔ اس رضا سے باہر میرا ہر تعلق کاٹا جائے (خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 454)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ انسان کے لئے ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اس بگڑنے سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی قیومیت سے حصہ لینے کے لئے اپنی روحانی حالتوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استغفار کرو۔

پس رمضان میں جو ہمیں مغفرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس روح کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس کی رحمت سے اگر مستقل حصہ لینا ہے تو استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرو۔ خدا تعالیٰ جو ان دنوں میں اپنے بندوں پر خاص مہربان ہوتا ہے اس کی رحمت کے دونوں فیض جاری ہیں۔۔ اس لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے طاقت پکڑے اور شیطان سے ہمیشہ بچا رہے۔ پس فرمایا کہ انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس کمزوری سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت لینے کے لئے استغفار ضروری ہے۔۔(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 جولائی 2015ء)

اللہ کرے۔ ہمارے گزشتہ تمام گناہ بھی بخشے جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم میں قوت اور طاقت پیدا فرما دے۔ اور نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں توبہ اور استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدقہ و خیرات (زکوۃ، فطرانہ، فدیہ)

{الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ} (البقرۃ 274) وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لئے ان کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کریں گے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان) فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ (بخاری باب فرض صدقۃ الفطر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو زکوٰۃِ فطر مسلمانوں پر فرض کی ہے خواہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا اور آپؐ نے حکم دیا کہ وہ ادا کی جائے پیشتر اس کے کہ لوگ نماز کے لئے نکلیں۔

رمضان المبارک میں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ ﷺ جس کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے اس کی مثال ایک تیز آندھی سے دی جا سکتی ہے۔ آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے بابرکت آیام یں ہمیں بھی مالی قربانیوں کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی لازمی ہے کیوں کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ صدقۃ الفطر کے بغیر روزے کی قبولیت نہیں ہوتی اور روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ عید سے قبل صدقہ الفطر یا فطرانہ اور دیگر صدقہ و خیرات وغیرہ کے علاوہ نصاب کے مطابق زکوٰۃ اور فدیہ بھی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان امور کی اہمیت کے حوالہ سے چند ارشادات پیش ہیں۔

زکوۃ کی اہمیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ (ر۔خ جلد 19 صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس طرح نمازیں فرض ہیں اور (بیت) میں جماعت کے ساتھ فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے اور اس کا ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کرنا اور ان مصارِف پر لگانا جو اس کے لئے قرار دیے گئے ہیں فرض ہے۔ پس اس فرض کی ادائیگی کو اسی طرح ضروری سمجھو جس طرح نماز اور روزہ اور حج کے فرائض کی ادائیگی کو ضروری سمجھتے ہو۔ (رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 1911,12)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تک زکوٰۃ نہ نکالی جائے انسان کا اپنا کمایا ہوا مال اس کے لئے پاک نہیں بنتا۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 283) فرمایا: حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ آپؐ رمضان میں تیز ہواؤں کی طرح سخاوت کیا کرتے تھے۔ آپ اس سنت کو نہ بھولیں۔ (خطبات ناصر جلد سوئم صفحہ: 491)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ فرمایا: جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کا نظام رائج نہیں اور ہم اِس طرف توجہ نہیں دیتے۔ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے اُن کو ادا کرنی چاہئے... زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت سے کسی کو انکار نہیں۔ اِس لئے جن پر زکوٰۃ فرض ہے، اُن کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ زکوٰۃ دینی لازمی ہے وہ ضرور دیا کریں۔ (خ۔م۔ر: فرمودہ 13 اپریل 2007ء)

پھر کسی بیماری، معذوری یا سفر کے پیش آجانے کی بناء پر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکنے والوں کے لیے قرآن کریم میں حکم ہے کہ وہ اس نیکی سے محروم رہنے کے کفارہ کے طور پر نیز آئندہ روزے رکھنے کی توفیق پانے کے لیے فدیہ ادا کریں۔ اس فدیہ کی مقدار اپنی حیثیت کے مطابق کسی مستحق کو ایک روززے کے عوض دو وقت کا کھانا یا اس کی قیمت ادا کرنا ہے۔ فدیہ کی ادائیگی کسی مستحق کو ازخود بھی کی جاسکتی ہے اور اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق دو وقت کے کھانے کا اوسط خرچ نقد رقم کی صورت میں جماعتی نظام کے تحت سیکرٹری مال کے پاس جمع کروا دیا جائے۔ (مالی قربانی کا ایک تعارف صفحہ 86)

اس حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں کہ "**فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔...... غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہر حال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب تھا اور آپؑ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔" (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 389)

پھر فطرانہ ہے جس کو عربی میں صدقۃ الفطر کہا جاتا ہے۔ جس کی ادائیگی عید الفطر سے پہلے کرنا ضروری ہے تاکہ اس کے ذریعہ غرباء ومساکین کو عید کے لیے ضروریات زندگی مہیا کی جاسکیں۔ فطرانہ کی ادائیگی ہر مسلمان مرد عورت اور بچہ پر واجب ہے۔ حتیٰ کے نوزائیدہ بچے کی طرف سے بھی یہ صدقہ ادا کیا جانا لازمی ہے۔ **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فطرانہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔** عید الفطر پر فطرانہ سے غریبوں کو مدد دی جاتی ہے۔ تو اسلام میں جہاں بھی خوشی منانے کا حکم دیا ہے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسے ایسے رنگ میں منایا جائے کہ **ملک اور بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے** خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 اپریل 2016

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں صحیح شرح سے زکوۃ ادا کرنے اور باقی مصارف میں بھی مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لغویات سے اعراض

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (المؤمنون 2-4) یقیناً مومن کامیاب ہوگئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور وہ جو لغو سے اِعراض کرنے والے ہیں

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ
اللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ (النسائی باب مایستحب من تقصیر الخطبہ) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذکر الٰہی کثرت سے کیا کرتے تھے اور بے معنی بات نہیں کرتے تھے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ (ترمذی ابواب الزہد) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی یعنی لغو اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔ فرمایا: اِنَّ الصِّیَامَ لَیْسَ مِنَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ فَقَطْ اِنَّمَا الصِّیَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّکَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَیْکَ فَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ (صحیح ابن حبان) کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام ہی نہیں بلکہ روزہ تو لغویات اور بےہودگی کو چھوڑنا ہے۔ پس اگر تمہیں کوئی شخص گالی دے یا جہالت سے پیش آئے تو تم کہہ دو کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

حضرت قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم بازار میں تھے کہ آنحضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اِنَّ هٰذِهِ السُّوْقَ یُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَالْکَذِبُ فَشُوْبُوْهَا بِالصَّدَقَةِ یقیناً بازار میں لغو امور اور غلط بیانی بھی ہو جاتی ہے پس صدقات کے ذریعے اسے زائل کر لو۔ (النسائی باب فی اللغو والکذب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ دوسرا مرتبہ روحانی وجود کا جو تمام لغو باتوں اور تمام لغو کاموں سے پرہیز کرنا اور لغو باتوں اور لغو تعلقات اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہونا ہے یہ مرتبہ بھی اسی وقت میسر آتا ہے کہ جب خدائے رحیم سے انسان کا تعلق پیدا ہو جائے کیونکہ یہ تعلق میں ہی طاقت اور قوت ہے کہ دوسرے تعلق کو توڑتا ہے اور ضائع ہونے سے بچاتا ہے...پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ اس کے یہی معنے ہیں کہ مومن وہی ہیں جو لغو تعلقات سے اپنے تئیں الگ کرتے ہیں اور لغو تعلقات سے اپنے تئیں الگ کرنا خدا تعالیٰ کے تعلق کا موجب ہے۔ گویا لغو باتوں سے دل کو چھڑانا خدا سے دل کو لگا لینا ہے... پہلا مرتبہ یہ ہے کہ خدا پر ایمان لا کر ہر ایک لغو بات اور لغو کام اور لغو مجلس اور لغو حرکت اور لغو تعلق اور لغو جوش سے کنارہ کشی کی جائے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ر۔خ۔ جلد 21 صفحہ 199،200)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ کُل باطل۔ کُل معاصی لغو میں داخل ہیں۔ تاش، گنجفہ۔ چوسر سب ممنوع ہیں۔ گپیں ہانکنا۔ نکتہ چینیاں وغیرھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء) فرمایا:۔ میں ایک بات کی طرف متوجّہ کرتا ہوں۔

خوب سُنو چھوٹے ہو یا بڑے۔ جوان یا بڈھے۔ خواہ سبق لمبا ہی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ مظفّر و منصور وہی مسلمان ہوتا ہے جو لغو سے بچتا ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 2 زیر ایت وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ شطرنج ہے تاش ہے یا اور اس قسم کی کئی کھیلیں ہیں جن سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ (دین حق) ہر مومن کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ اس قسم کے لغو کاموں سے بچے اور شطرنج یا تاش یا اس قسم کی دوسری کھیلوں میں حصہ لے کر اپنے وقت کو ضائع نہ کرے۔ ہاں وہ ورزش سے نہیں روکتا۔ کیونکہ یہ انسان کے اندر جرأت اور بہادری اور طاقت پیدا کرتی ہے۔ یا مثلاً مجالس میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا یہ بھی لغو ہے۔ یا مثلاً بیکار زندگی بسر کرنا ہے یہ بھی لغو ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سارا دن بیکار بیٹھے دوستوں کی مجلس میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ اپنے اوقات کا کس بے دردی کے ساتھ خون کر رہے ہیں۔۔۔ حقیقی مومن صرف لغو کاموں سے ہی نہیں بچتے بلکہ لغو خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو لغو کی عادت ہوتی ہے انہی کے دلوں میں نماز پڑھتے وقت قسم قسم کے خیالات آتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی توجہ میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ لغو خیالات اپنے دل و دماغ میں پیدا ہی نہ کریں۔ اور اگر پیدا ہوں تو ان کو روکنے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ محض شیخ چلّی جیسے خیالات کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں حالانکہ ان کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے خیالات جو محض ظنی اور قیاسی ہوں ان میں مشغول ہونے کے لئے اپنے نفس کو ہرگز اجازت نہیں دینی چاہئے۔ اس سے ایک اور نقص بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیکار خیالات میں اپنے دماغ کو لگا دیتا ہے تو پھر وہ معقول باتوں کی طرف توجہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتا۔ پس لغو خیالات اور لغو افکار سے اپنے دل و دماغ کو صاف کر کے انہیں اعلیٰ اور مفید خیالات کی طرف متوجہ رکھنا چاہئے تاکہ قوت فکر ترقی کرے اور دماغ جو اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے وہ ماؤف نہ ہو۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 124-127 مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ لغو سے بچنا، کوئی ایسی بات نہ کرنا، کوئی ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا، کوئی ایسا کلام نہ سننا، ایسے اعمال بجا نہ لانا جو لغو ہوں۔ لغو کے معنی یہ ہیں کہ بے مقصد ہو اور بے فائدہ ہو اور نجس ہو اور گندہ ہو اور قبیح، تو اس چھوٹے سے فقرے میں ان اخلاق کی بنیادی بات ہمیں بتائی گئی جن کا تعلق "نہ کرنے" کے ساتھ تھا۔ ہر وہ بات، ہر وہ فعل جس کا کوئی نتیجہ ہماری زندگی میں خوشکن نہیں نکلتا وہ لغو میں شامل ہو جاتا ہے۔ قبیح باتیں، قبیح اعمال جو ہیں ان کا تعلق لغو کے ساتھ ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ انسان کو "کچھ کرنے" کے لئے پیدا کیا گیا ہے، نہ کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس واسطے اچھے اخلاق کی بنیاد اس بات پہ رکھی کہ ایک مومن، مسلم احمدی کے اوقات ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ایسی باتیں کرنا جن کا کوئی فائدہ نہ ہو، گپیں لگانا، وقت ضائع کرنا یہ تمام چیزیں لغو کے اندر آجاتی ہیں۔ (خطبہ جمعہ ۷، مئی ۱۹۸۲ء)

حَضرَت خَلِیْفَةُالْمَسِیْحِ الرَّابِع رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں: جوں جوں لغو آپ کی زندگی پر حاوی ہوتا چلا جاتا ہے آپ کے اوقات میں دخل اندازی شروع کر دیتا ہے اسی نسبت سے اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی یہ واجب سے ٹکرا کر مقابل کا گناہ بن جاتا ہے، کبھی یہ فرض میں حائل ہو کر اس کے مقابل کا گناہ بن جاتا ہے، کبھی اللہ کا شریک بن جاتا ہے۔ مثلاً ٹی وی کا پروگرام دیکھا جا رہا ہے اور موذن (بیت) کی طرف بلا رہا ہے آپ وہاں نہیں جا رہے اور اس پروگرام کو دیکھ رہے ہیں تو وہ لغو جو عام حالات میں اور حیثیت رکھتا ہے شرعی طور پر اس موقع پر آکر واضح طور پر شرک بن جاتا ہے۔ تو لغو کے مضمون کو آپ معمولی نہ سمجھیں۔ لغویات کے اندر بہروپیہ پن پایا جاتا ہے۔ مختلف حالات میں مختلف لغویات مختلف شکلیں اختیار کرتی رہتی ہیں۔ (خ۔ط:2/647,648)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"چھپی ہوئی فواحش جو ہیں یہ ایسی ہیں جو بعض دفعہ انسان کو متاثر کرتے ہوئے بہت دور لے جاتے ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ غلط نظارے ہیں، غلط فلمیں ہیں، بالکل عریاں فلمیں ہیں، اس قسم کی دوسری چیزوں کو دیکھ کر آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے انسان۔ پھر خیالات کا زنا ہے، غلط قسم کی کتابیں پڑھنا، یا سوچیں لے کر آنا۔ بعض ماحول ایسے ہیں کہ ان میں بیٹھ کر انسان اس قسم کی فحشاء میں دھنس رہا ہوتا ہے۔ پھر کانوں سے بے حیائی کی باتیں سننا۔ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 541-542)

فرمایا: ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان مَردوں سے یہ توقعات ہیں جو آپ کی بیعت میں آئے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مَرد ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جن کی شکایتیں عورتیں لے کر آتی ہیں کہ یہ مرد نماز میں سست ہیں۔ باجماعت نماز تو علیحدہ رہی گھر میں بھی نماز نہیں پڑھتے۔ دین کا علم مَردوں کا کمزور ہے۔ چندوں میں کئی گھروں کے مرد کمزور ہیں۔ ٹی وی پر لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنے کی مردوں کی شکایات ہیں۔ بچوں کی تربیت میں عدم توجہگی کی شکایت مردوں کے بارے میں ہے۔ اور اگر کبھی گھر کا سربراہ بننے کی کوشش کریں گے بھی، باپ بننے کی کوشش کریں گے تو سوائے ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ کے کچھ نہیں ہوتا۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 19 مئی 2017 فرمایا: اگر ہم لغویات میں گرفتار ہیں تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہوں گے۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم احمدیوں پر ہے اور ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 02 ستمبر 2016

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے کہ ہم کامیاب مومنوں کی صفت {وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ} سے اس ماہ بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ اور ہمارا کوئی عمل اور ہماری کوئی بات لغویات میں شمار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رمضان اور تحمل و برداشت

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (آل عمران 134)

اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ (بخاری) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گُنے سے سات سَو گُنے تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا مَیں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے اور روزے ڈھال ہیں۔ جس دن کسی کا روزہ ہو وہ نہ فحش بات کرے اور نہ ہی شور وغل کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دیوے یا اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ مَیں تو روزے دار ہوں فرمایا لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح بخاری کتاب الاداب باب الحذر من الغضب) بہادر اس کو نہیں کہتے جو کُشتی میں دوسرے کو گرا لے، بہادر وہ ہے جسے غصہ آئے تو وہ اس کو روک لے۔ فرمایا الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ (بخاری باب فصل صوم) روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک- ڈھال ہے، اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) مطلب یہ ہے کہ روزہ مسلمان کو برے اخلاق اور برائی سے بچاتا ہے-ضروری ہے کہ روزے کا مسلم کے سلوک اور اخلاق کی درستگی پر اثر ہو۔

اگر نفس میں روزہ کی وجہ سے صبر ،ضبطِ نفس اور تحمل جیسی خصوصیات پیدا ہو چکی ہیں تو بلاشبہ روزہ انسانی نفس کے لئے بمنزلہ ڈھال کے ہے کیا وہ شخص جس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال ہو گ اس پر کوئی شخص حملہ کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ کیونکہ ہر کس و ناکس ایسے شخص سے محتاط ہو جاتا ہے سو اسی طرح شیطانی خیالات اور بد اثرات ایسے شخص پر اثر انداز نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ روزہ کی روجہ سے اس قسم کے اخلاق اور خصوصیات سے متصف ہو جاتا ہے کہ وہ ایک طرف شیطان پر حملہ اور وارد کر سکتا ہے اور دوسری طرف قوّتِ مقاومت کی وجہ سے وہ شیطان کے حملہ سے بچ بھی سکتا ہے اور یہی وہ عظیم مقصد اور بنیادی فرض ہے جو

اسلامی روزوں کا نتیجہ ہے دوسرے مذاہب کے روزے اِس خوبی سے عاری ہیں۔ **الصِّيَامُ نِصۡفُ الصَّبۡرِ والصبرُ نِصۡفُ الايمانِ** (تفسیر روح البیان زیر تفسیر سورۃ رعد) روزہ تو آدھا صبر ہے اور صبر کرنا ایمان کا نصف حصّہ ہے۔" ہمارے معاشرہ میں بہت سی قباحتوں اور تنازعات کا صحیح تریاقِ اعظم صبر ہے اگر صبر جیسی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے تو بہت سی مشکلات حل ہو جائیں۔ صبر انسان کو ایثار اور قربانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور انانیت ختم ہو جاتی ہے۔ صبر سے بردباری اور قوّتِ برداشت پیدا ہوتی ہے۔ صبر وضبط کا بہترین ریفریشر کورس روزہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

یادرکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں، وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹھ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے (الحکم جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۸) فرمایا:۔ مرد کو چاہیے کہ اپنے قویٰ کو بر محل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے، جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔ ایک تو یہ بات ہے کہ غیظ وغضب پی جائے۔ پھر اس سے بڑھ کر ایک اَور درجہ ہے کہ نہ صرف اپنے جذبات کو روک لے بلکہ معاف بھی کر دے۔ حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں حضرت ابو بکرؓ اپنے ایک بھائی پر ناراض ہو گئے اور اس کا وظیفہ بند کر دیا۔ خدا نے فرمایا **اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ** ؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۰۹ء)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ بہادر اس کو نہیں کہتے جو کشتی میں دوسرے کو گرا لے، بہادر وہ ہے جسے غصہ آئے تو وہ اس کو روک لے۔ پس بہادر غلام محمد پہلوان نہیں، بڑا بہادر گُرسنگھ پہلوان نہیں بلکہ بڑا بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھے اور اس کو روک لے۔ اس بارہ میں حضرت علیؓ کی ایک مثال بڑی ایمان اَفزاء ہے۔ جنگ خیبر میں ایک بہت بڑے یہودی جرنیل کے مقابلہ کے لئے نکلے اور بڑی دیر تک اس سے لڑتے رہے چونکہ وہ بھی لڑائی کے فن میں ماہر تھا اس لئے کافی دیر تک مقابلہ کرتا رہا، آخر حضرت علیؓ نے اسے گرا لیا اور آپ اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔ اتنے میں اس یہودی نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ یہودی سخت حیران ہوا کہ انہوں نے یہ کیا کیا ہے؟ جب یہ میرے قتل پر قادر ہو چکے تھے تو انہوں نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ چنانچہ اس نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہو گئے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کے لئے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لئے ہو

گا، خدا کے لئے نہیں ہو گا۔ پس میں نے تمہیں چھوڑ دیا تا کہ میرا غصہ فرو ہو جائے اور میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لئے نہ رہے۔ یہ کتنا عظیم الشان کمال ہے کہ عین جنگ کے میدان میں انہوں نے ایک شدید دشمن کو محض اس لئے چھوڑ دیا تا کہ ان کا قتل کرنا اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔" (انوار العلوم جلد 16 صفحہ 74)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ رمضان میں حسن عمل کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے یعنی جو اعمالِ صالحہ کا حق ہے وہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے رمضان کے ساتھ صرف بھوکا رہنے یا پیاسا رہنے یا بعض دیگر پابندیوں کو بجالانے کا ہی حکم نہیں بلکہ سارے نیک اعمال کرنے کی طرف انسان کو توجہ دلائی گئی ہے اور یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی اور تمہاری بقاء کے لئے جو ضرورتیں ہو سکتی تھیں ان کو پورا کرنے کے سامان کر دئے گئے ہیں اب تمہارا کام ہے کہ تم ان سے فائدہ اُٹھاؤ اور ایک صراطِ مستقیم پر تمہیں چلا دیا گیا ہے۔ یہ صراطِ مستقیم اعمال صالحہ کا ہے تم اس صراطِ مستقیم پر چلتے رہو جہالت سے کام نہ لینا۔ خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۶۷ء

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت کریں آپ ﷺ نے فرمایا تو غصہ نہ کیا کر۔ اس نے کئی مرتبہ پوچھا اور آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب 6116) بعض لوگ بات بات پر غصہ میں آجاتے ہیں۔ مغلوب الغضب ہو کر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی مشکل میں ڈال لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ نصیحت خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے (مشعل راہ جلد 5 صفحہ 127)

ایک اور موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ایک نیکی صبر و تحمل ہے۔ صبر کے نتیجہ میں بہت سی برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ صبر کی کمی کے باعث غلط فہمیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر احمدی کو صبر اختیار کرنا چاہیئے۔ دل خراش باتوں کو برداشت کریں۔ اس پالیسی کے نتیجہ میں بہت سے جھگڑوں کا حل ہو سکتا ہے۔ فیملی تنازعات، خواہ وہ خاوند وبیوی کے درمیان ہوں یا بھائیوں کے درمیان ہوں یہ سب بچگانہ تنازعات ہوتے ہیں...... دنیا بھر میں ایک طوفانِ بے تمیزی ہے۔ قتلِ عام ہو رہا ہے اور قومیں دوسری قوموں پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ یہ سب کچھ بے صبری کا ہی نتیجہ ہے۔ دنیا تباہی کے دہانے پر ہے۔ احمدیوں کو دنیا کو بچانا ہو گا۔ اس لحاظ سے صبر و برداشت کی عادت کو اس انداز میں اختیار کرنا ہو گا کہ ہر احمدی ہر میدان میں صبر و برداشت کا نمونہ بن جائے۔' (مشعل راہ جلد 5 صفحہ 140)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر 1-5) یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے ہر معاملہ میں سلام ہے یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ ، شَدَّ مِئْزَرَهُ ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادت کا اہتمام فرماتے۔ رات کے اکثر حصّہ میں عبادت کے لئے بیدار رہتے اور اہل وعیال کو بھی بیدار کرتے۔"

رمضان کے آخری دس ایّام جب کہ ایک مسلمان بیس روزے رکھ چکا ہوتا ہے وہ اپنے اندر غیر معمولی بشارت اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی محسوس کرتا ہے۔ رمضان کے تیس دن سارے کے سارے ہی مبارک ہیں مگر آخری دس ایسے ہیں جب کہ فرزندانِ اسلام یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب رمضان المبارک قریب الاختتام ہے اس لئے اگر کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی ہے تو اس کا ازالہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ان آخری دس ایّام میں غیر معمولی اہتمام کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتھاد فی العشر الاواخر من شھر رمضان) آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہوگی جو عام طور پر حضرت عائشہؓ کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔۔ رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی ایک برکت آنحضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رمضان کی آخری رات میں میری امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسول ؐ کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے" (اور یہ مغفرت کا اجر ہے) (مسند احمد بن حنبل)

اس عشرے میں مغفرت کے ساتھ ساتھ دو چیزوں کی طرف مسلمان زیادہ توجہ رکھتے ہیں یا انہیں بہت اہمیت دیتے ہیں ان میں سے ایک تو لیلۃ القدر ہے اور دوسری چیز جمعۃ الوداع۔ ان میں سے ایک یعنی لیلۃ القدر تو ایک حقیقی اہمیت رکھنے والی چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ لیکن جمعۃ الوداع کو تو خود ہی مسلمانوں نے یا علماء کی اپنی خود ساختہ تشریح نے غلط رنگ دے دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ انسانی عمل کا آخری حصہ زیادہ جاذب فضل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کسی سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے اس کی خدمت کرتا ہے اور پانچ یا دس مواقع اس کی خدمت کے حاصل کرلیتا ہے تو ہر موقع اس کے ساتھ مخدوم کی محبت کو بڑھانے کا موجب ہو گا۔۔ جوں جوں رمضان خاتمہ کے قریب پہنچتا ہے، بندے کی گھبراہٹ بھی بڑھتی جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر اب ان دنوں سے بھی فائدہ نہ اٹھاسکا تو مجھ سے زیادہ بدبخت کون ہو گا کہ روزے آئے، گزر گئے اور مَیں یونہی محروم رہا اور یہ دونوں چیزیں مل کر لازمی طور پر رمضان کے آخری دنوں کو خدا تعالیٰ کے افضال کا زیادہ جاذب بنا دیتی ہیں (خطبات محمود سال 1942 (فرمودہ 2 اکتوبر 1942ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ آخری دنوں کے متعلق بھی نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ اس عشرہ میں مسلمان کو اس رات کی تلاش کرنی چاہئے تقدیر کی جس رات میں اس کی دعائیں قبول ہوں اور اسلام کے حق میں دنیا کی تقدیریں بدل دیجائیں۔۔۔ پس ان آخری دنوں میں اعتکاف بیٹھنے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کی تلاش کی جائے رسول کریم ﷺ بھی اس رات کی تلاش کیلئے ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو یہ رات دکھا دے اور جس خوش قسمت کو وہ گھڑی نصیب ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بڑی کثرت سے سنتا ہے تو اسے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے اور اس رات کی تلاش سے پہلے اسے یہ سوچ لینا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت دعا کی یہ گھڑی نصیب کر دی تو وہ اس میں کون کون سی دعا کرے گا احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسولؐ اللہ میں نوافل بھی پڑھوں گی اور دعائیں بھی کروں گی لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کی گھڑی نصیب ہو جائے تو اس میں میں کون سی دعا کروں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس گھڑی میں تم اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو (خطبہ جمعہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۷ء) فرمایا رمضان کا آخری عشرہ بڑا ہی محدود زمانہ ہے۔ دس دن ہی تو ہیں۔ خطبہ جمعہ ۱۴؍ جنوری ۱۹۶۶ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔ تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہو گی جو عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔ اور آپ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کر سکتا ہے ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمجھا کرتی تھیں کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں۔ تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوشِ گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہؓ جب گھر کو لوٹتی ہو گی تو کیا حال ہوتا ہو گا۔ کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔ عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔ آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر آخری عشرہ

میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے۔ لیکن خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ وہ کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا، میں کس دنیا میں بسر کر تا رہا۔۔۔ حضرت محمد ﷺ کو جب بھی دیکھا ہے ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی، خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہو گا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے ۔ مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ ایک عام انسان کے لئے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے ۔ لیکن یہ چند دن تو ہیں ان دنوں میں اللہ خود قریب آجاتا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 1998 مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 12 مارچ 1998)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے، اس کی مغفرت سے روشنی اور طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔ بڑا دِیالو ہے۔ بڑا دینے والا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے نیکیاں بجالا رہا ہو یا بجالانے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ صرف اتنا نہیں فرماتا کہ اچھا مَیں تمہیں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔ جہنم سے تم بچ گئے بلکہ جہنم سے بچانے کا عشرہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل میں ہمیں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کرنے والوں سے راضی ہو کر اپنی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ جو دوزخ کے دروازے رمضان کے آنے پر بند کئے گئے تھے۔ اگر مستقل اس کی مغفرت طلب کرتے رہو گے، استغفار کرتے رہو گے، نیکیوں پر دوام حاصل کرنے کے لئے اور ان پر قائم رہنے کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہو گے تو جہنّم کے دروازے صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ ان تیس دنوں کی عبادات اور عہد اور حقوق کی ادائیگی اور توبہ اور استغفار کی مستقل عادت جہنم کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دے گی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 جولائی 2015ء **فرمایا:** "آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خُدا تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، قبولیتِ دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے۔۔۔ تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہو کر ان۔۔ دنوں میں ہی خُدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید کہ یہ۔۔ راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو، خُدا کا صحیح عبد بنانے والی ہو اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں... پس اپنی عبادتوں کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے یہ چند دن رہ گئے ہیں ۔۔ اور یہ دن جو ہیں ان کو دعاؤں میں گزارنا چاہیئے... یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی ہوا و ہوس کی جہنم سے بھی ہمیں نجات دے، ہماری دعائیں قبول فرمائے، ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے والا بنادے۔" آمین۔ (خ ر جلد 3 صفحہ 644,640)

درس بابت وقف جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیہ تحریکات

{وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ} (البقرۃ 187) اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ . وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

نبی ﷺ نے آخری زمانہ میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی اللہ عیسی ابن مریم کو مبعوث کرے گا۔ اور ایسے کھٹن حالات ہوں گے کوئی بھی ان کا ظاہری ہتھیاروں سے مقابلہ نہیں کر سکے گا ان روح فرسا حالات میں **فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ** اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ اور **آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لئے ان کی گردنوں میں طاعون پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے وہ یکدم ہلاک ہو جائیں گے۔** (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال مفہوماً)

اس حدیث ہمارے پیارے آقا حضرت محمد عربی ﷺ جہاں ایک موعود نبی کے آنے کا ذکر فرماتے ہیں وہاں اس بات کا بھی تذکرہ فرمایا کہ اس نبی کے ماننے والے اور وہ یاجوج ماجوج وغیرہ کا ظاہری ہتھیاوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ دعا کے ہتھیاروں سے مقابلہ کریں گے اور یہ میدان جیتیں گے۔ اسی موعود نبی کا جانشین اپنے پہلے خطاب میں اصحاب سے فرماتا ہے **احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین"** (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 1)

آپ نے یہ باور کروایا کہ " **دعائیں کرتے ہوئے اور اس (خدا) کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔** (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 354) **اور فرمایا جتنی زیادہ تعداد میں ایسی دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گے اتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہو گا اور ہوتا چلا جائے گا۔ خلیفہ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گی اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر انشاء اللہ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے** (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 511) وقت کے امام نے اپنے 15 سالہ دور خلافت میں دکھی انسانیت، دین حق کی سربلندی، مختلف ممالک میں ہونے ہونے فسادات کو ختم کرنے کے لیے اور ان کے رہنماوں کو عقل کے

لیے، نیز دنیا کو امن اور جنت نظیر معاشرہ بنانے کے لیے، استحکام خلافت اور خلافت جوبلی کے لیے نیز مختلف وقتوں میں مختلف دعائیہ تحریکات فرمائی جن کا احاطہ ایک درس میں ممکن نہیں

آپ نے فرمایا:۔ آج غلامان مسیح موعودؑ کا ہی یہ فرض ہے کہ جہاں اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین پر قائم اور مضبوط رکھے، اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اور دعاؤں کی طرف توجہ میں انہیں بڑھاتا رہے، ان کی پریشانیوں اور مشکلات کو دور فرمائے، وہاں مُسلم اُمّہ کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے کہ وہ اپنے مقام کو سمجھیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ غیروں اور اسلام مخالف طاقتوں کی جھولی میں نہ گریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سلامتی، ان کی ترقی کے لئے اپنے جس فرستادے کو بھیجا ہے وہ اسے ماننے والے ہوں۔ اسی طرح ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کریں۔ جنگوں کے ٹلنے کے لئے دعا کریں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 30 جون 2017

مسلم امہ کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جس نے آجکل ہر حقیقی مومن کو بے چین کر دیا ہوا ہے اور وہ مسلمان ممالک کی قابلِ رحم حالت ہے۔ آج مسلم اُمّہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ پس یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے لئے بہت دعا کریں۔ سیریا کے حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ حکومت نے بھی ظلموں کی انتہا کی ہوئی ہے اور حکومت مخالف گروپ جو ہیں انہوں نے بھی ظلم کی انتہا کی ہوئی ہے۔ دونوں طرف سے ظلم ہو رہے ہیں۔ کسی کا قصور ہے یا نہیں، بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو بھی ظلموں کا نشانہ بنایا جارہا ہے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 31 جنوری 2014ء

پھر دنیا کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ " دنیا کے لئے بھی دعا کریں۔ جو حالات اب پیدا ہو رہے ہیں لگتا ہے کہ یہ جنگ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بعض بڑی حکومتیں اس بات کو سمجھ نہیں رہیں کہ اگر جنگ ہوتی ہے تو کیا خوفناک صورت حال پیدا ہونے والی ہے۔ دنیا بالکل تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ان کے لئے بہت زیادہ دعائیں کریں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 07 مارچ 2014ء

پاکستان میں جماعتی حالات کے حوالہ سے فرمایا: پاکستان میں جلسے پر پابندی ہے تو وہاں کے احمدی بے چین ہو جاتے ہیں کہ کاش یہ پابندیاں ختم ہوں تو ہم بھی جلسے منعقد کریں۔۔۔۔ بعض مہمان عورتیں بھی اور مرد بھی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں جو مجھے ملے ہیں، روتے ہوئے بعض کی ہچکی بندھ جاتی ہے کہ ہم ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں ملیں۔ بہر حال جیسا کہ ہمیشہ کہتا ہوں کہ **پاکستان کے احمدیوں کو اگر جلد ان مشکلات سے نکلنا ہے تو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جلد فضل کے سامان پیدا فرمائے۔ ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کی مخالفتوں سے ہمیں نجات دے۔ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے۔** یہ چیز حاصل کرنے کا اس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 13 جون 2014 فرمایا: اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جلد

ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ بعضوں پر بڑے سخت مقدمے ہو چکے ہیں۔ ان کے خلاف بڑے سخت فیصلے ہو چکے ہیں۔ آسمانی آفات کے متاثرین کی تکلیف کم کرنے میں مدد بھی دیں اور ان کے لئے دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔ شہدائے احمدیت کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں میں اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور محض اور محض اپنے فضل سے ہمیشہ ان کی دستگیری فرماتا رہے۔ اور آئندہ ہر شر سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔ اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جن نیکیوں کی توفیق دی ہے ان پر قائم رہنے کی بھی توفیق دے۔

آپ فرماتے ہیں:۔ یہ دعا خاص طور پہ اور دعاؤں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے۔ {رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔} (آل عمران:۹)۔ اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ یہ دعا بہت کیا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین الفضل 30 جنوری تا 5 فروری 2004

اپنے درس کا اختتام اس اقتباس پر کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں ”آئیں ہم سب مل کر ہمارا بچہ، ہمارا جوان، ہمارا بوڑھا، ہماری عورتیں، ہمارے مرد، آج اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کریں اور رمضان کے ان بقیہ دنوں میں جو کمیاں رہ گئی ہیں انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی راتوں کو اپنی عبادات کے ساتھ زندہ کریں۔ اپنے دنوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور فضل طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمائے، ہماری پردہ پوشی فرمائے، ہمارے پر اپنے رحم اور کرم کی نظر کرے (الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 جنوری 2004)

اللہ کرے کہ ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر تحریک پر اولین وقت میں لبیک کرنے والے ہوں۔ آپ کی طرف سے جاری کردہ ساری دعاؤں کا ورد کرنے والے اور پیارے حضور کو بھی دعا میں یاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرض اور لین دین کے بارہ میں اسلامی تعلیم

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ} (البقرة 283) ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

اللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

إِنَّ خَيْرَكُمْ أَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً **آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو لین دین، قرض اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں بہت اچھا ہے۔** (ابن ماجہ ابواب الصدقات باب حسن القضاء) نیز فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بے چینیوں اور پریشانیوں سے نجات دے تو اسے چاہیئے کہ وہ تنگ دست مقروض کو وصولی میں سہولت دے یا قرض میں سے کچھ حصہ معاف کر دے۔ (مسلم کتاب المساقات و المزارعۃ باب فضل انظار المعسر) چنانچہ **حضرت سلمٰی بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:۔** ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست گئی آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ادا کرنا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں۔ پھر پوچھا کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، صحابہ نے درخواست کی یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے ذمے قرض ادا کرنا ہے؟ عرض کیا گیا ہاں! پھر پوچھا: کیا کوئی چیز اس نے ترکے میں چھوڑی ہے؟ عرض کیا تین دینار، آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا صحابہ نے عرض کیا حضور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز ترکہ میں چھوڑی ہے۔ صحابہ نے کہا نہیں، پھر دریافت کیا کی اس کے ذمے کوئی قرض ہے، صحابہ نے عرض کیا تین دینار ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ یعنی آپ نے نہیں پڑھائی اور کہا کہ دوسرے پڑھ لیں۔ تو ابو قتادہؓ نے عرض یا رسول اللہ! اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ اس کا قرض میرے ذمہ ہے اس پر آنحضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(بخاری کتاب الحوالۃ باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز) پھر آپس کے لین دین کے بارے میں امانتوں کی ادائیگی کے بارے میں آپ ﷺ نصیحت فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تمہارے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھتا ہے اس کی امانت اسے لوٹا دو اور اس شخص سے بھی ہرگز خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آچکا ہے۔ (ابوداؤد) پھر صرف یہی نہیں کہ امانت لوٹا دو بلکہ فرمایا کہ وہ شخص مومن ہی نہیں کہلا سکتا جو امانتوں میں خیانت کرتا ہے، جو دوسروں کے حق مارتا ہے، جو کسی کے اعتماد

کو ٹھیس پہنچاتا ہے، جو اپنے عہد کو صحیح طور پر نہیں نبھاتا۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں رکھتا اس کا کوئی دین نہیں۔(مسند احمد بن حنبل جلد 3صفحہ135)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے (اصحاب احمد جلد دوئم صفحہ 448)

حضرت خلیفة المسیح الاول نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهٗ فرماتے ہیں:"او ایمان والو! ہر ایک معاملہ کو لکھ لیا کرو جس کے لیے کوئی میعادی معاہدہ ہو اور ہر ایک کو نہ چاہیے کہ معاہدوں کو لکھا کرے بلکہ چاہیے کہ معاہدہ کو وہ شخص لکھے جو ایسے معاملوں کا لکھنے والا ہو اور معاہدہ کو اس انصاف کے ساتھ لکھے جس میں ضرورت کے وقت تمسک میں نقص نہ نکلے۔"(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ267)

حضرت خلیفة المسیح الثانی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهٗ فرماتے ہیں :۔میرے پاس جس قدر مالی جھگڑے آتے ہیں، ان میں سے ننانوے فیصدی ایسے ہوتے ہیں جن میں مجھے نظر آرہا ہوتا ہے کہ مقروض قرض واپس کرنے سے گریز کر رہا ہوتا ہے اور ایک فیصدی جھگڑا میرے سامنے ایسا آتا ہے جس میں مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ دینے والا مطالبہ میں سختی کر رہا ہے مگر ننانوے فیصدی وہ لوگ ہوتے ہیں جو قرضہ لیتے ہیں اور پھر واپس نہیں کرتے بلکہ گریز کرتے اور قرض دینے والے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ (خطبات محمود جلد 15 صفحہ46) فرمایا:۔ ایسا انسان جو واقعہ میں تنگی میں ہو اور مالی مشکلات کی وجہ سے روپیہ ادا نہ کر سکتا ہو، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی معقول پسند انسان یہ کہے کہ مجھے اس سے روپیہ دلوا دیجئے۔... لیکن جو میری نظر میں کیس آتے ہیں وہ ننانوے فیصدی ایسے ہوتے ہیں کہ قرض لینے والے کا حق ہی نہیں ہوتا کہ قرض لے۔... میرے نزدیک جو شخص اس حالت میں قرض لیتا ہے جبکہ اسے کہیں سے روپیہ آنے کی امید نہیں ہوتی اور دوسرے پر اپنی غربت کا اثر ڈال کر اس سے روپیہ کھینچ لیتا ہے وہ دھوکے باز اور فریبی ہے۔ ... قرض وہ ہوتا ہے جس کے ادا کرنے کی ہمت ہو۔ جب ہمت ہی نہ ہو تو پھر قرض کے نام سے روپیہ لینا قرض نہیں بلکہ ٹھگّی ہے۔ (خطبات محمود جلد15 صفحہ46تا48) نیز فرمایا:" جس کے ذمہ حق ہو وہ املاء کروائے یعنی روپیہ لینے والے کو چاہیے کہ وہ خود تحریر لکھوائے اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے بظاہر تو یہ چاہیے تھا کہ روپیہ دینے والا لکھوائے مگر یہ حکم نہیں دیا بلکہ اس کی ذمہ داری قرض لینے والے پر رکھی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ روپیہ لینے والے کی ضرورت روپیہ مل جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ وہ اس وقت اپنے اندر خوشی کی ایک لہر محسوس کرتا ہے اور روپیہ کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتا ہے اور اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بعد میں ضرورت پوری ہونے پر کہہ دے کہ مجھے تو اس وقت یہ خیال ہی نہ تھا کہ کیا لکھوا رہے ہیں اس لیے اسے کہا کہ وہ خود ہی لکھوائے۔ (تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ644)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

ہر ایک کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے وہ کاروباری لین دین ہو یا ذاتی لین دین سوائے نقد لین دین کے کہ وہاں اجازت ہے اس کے علاوہ جس قسم کا بھی اور جب بھی کوئی ایسا لین دین ہو جس میں کچھ وقفہ پڑتا ہو، جہاں بھی ادھار یا قرض کی صورت بنے تو ایک تحریر ہونی چاہئے۔ آجکل بہت سے کاروبار زبانی باتوں پر ہو رہے ہوتے ہیں۔اور پھر ادھار بھی چل رہے ہوتے ہیں۔اور اکثر اس طرح ہوتا ہے کہ جو پارٹی شریف ہوتی ہے جس کے پاس بڑا جتھہ نہیں ہوتا (کیونکہ کاروباری لوگوں نے بہت بڑے بڑے جتھے بنائے ہوتے ہیں) تو ان کی رقمیں ماری جاتی ہیں۔

تو احمدیوں کو چاہئے کہ زمانے کے رواج کو چھوڑیں۔جو خدا کا حکم ہے اس کے مطابق ایسے لین دین کی کارروائی کیا کریں اور اسی میں سب کی بچت ہے۔۔۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ {وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ} (البقرۃ:281) جب کوئی تنگدست ہو تو اسے آسائش تک مہلت دینی چاہئے اور اگر تم خیرات کردو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم کچھ علم رکھتے ہو یعنی قرض خواہ کو کہا گیا ہے کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ قرض دار بہت تنگدست ہو تو بہتر یہ ہے کہ یا تو اس کو سہولت دو کہ وہ آسان قسطوں پر قرض واپس کردے یا پھر اگر وہ بہت ہی زیادہ مجبور ہے اور تم اس قابل ہو کہ اس کا قرض معاف کرسکو۔

۔۔۔ تو قرض لینے والے بھی یاد رکھیں کہ جب قرض لیں تو اس نیت سے لیں کہ ایک تو جلد واپس کرنا ہے اور جب واپس کرنا ہے تو احسن طریق پر کوشش کر کے،اگر بڑھا کے واپس کرنا ہے تو یہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔ اور یہ بڑھا کر واپس دینا سود نہیں ہے بلکہ یہ احسان ہے۔وہ شکریہ کے جذبات ہیں کہ ضرورت کے وقت کوئی شخص آپ کے کام آیا... اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو قرضے کی مشکلات سے نکالے اور اپنی رضا کی راہوں پر ہمیں چلائے۔(آمین)(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 اگست 2004ء)

غضِ بصر

{قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ} (النور 31-32) مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات اُن کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ ، وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

آپ ﷺ نے فرمایا: راستے کا حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: غَضُّ الْبَصَرِ، وَکَفُّ الأَذَی، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّھْيُ عَنِ الْمُنْکَرِ کہ نگاہ نیچی رکھنا، ایذاء نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (بخاری 6229)

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ...(آپؐ) نظر ہمیشہ نیچی رہتی یوں لگتا جیسے فضا کی نسبت زمین پر آپؐ کی نظر زیادہ پڑتی ہے۔ آپؐ اکثر نیم وا آنکھوں سے دیکھتے۔ (شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن مُسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں، تو محفوظ رہیں گے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 297) فرمایا: خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اُس کے لئے اِس تمدنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اُس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی اور اُس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خلق ہے۔ جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔ (جلد 10 صفحہ 344) نیز فرمایا: بے قیدی کی نظر سے نہایت پاک حالت محفوظ نہیں رہ سکتی اور آخر ابتلاء پیش آتا ہے اور دِل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو اور وہ مقام اَزکیٰ جس پر طالب حق کے لئے قدم مارنا مناسب ہے حاصل نہیں ہو سکتا۔
(رخ جلد 15 صفحہ 164)

آپ فرماتے ہیں مومن کو نہیں چاہیے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ **یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ** (النور:31) پر عمل کر کے نظر نیچی رکھنا چاہیے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔ ملفوظات جلد اوّل صفحہ 533)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ پولیس بھی شرارتوں کے روکنے کیلئے کسی حد تک مفید ہے۔اور ضرور چاہیئے۔لیکن بعض ایسے گناہ ہیں کہ پولیس ان میں کچھ نہیں کر سکتی۔وہاں شریعت کام دیتی ہے۔ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔کہ مومنوں سے کہہ دو۔نگاہیں نیچی رکھیں (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 213)

حضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الثَّانِي نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ فرماتے ہیں: بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دستک دے کر دروازہ کے سوراخوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ایک دفعہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دروازے پر دستک دینے والے نے اِس طرح کیا۔آپؐ نے فرمایا یہ مجھے بعد میں پتہ لگا ہے اگر میں اُس وقت دیکھ لیتا تو اُس کی آنکھیں پھوڑ دیتا۔رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کسی مکان پر جا کر دستک دیتے تو اُس سے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور جب اندر سے کوئی آتا تو السّلام علیکم کہہ کر اُس کی طرف لوٹتے۔اِس طرح کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔کئی مکان ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی کمرہ میں تمام گھر کے آدمی رہتے ہیں۔جب اُس کا دروازہ کھلتا ہے تو سامنے مستورات بیٹھی ہوتی ہیں اگر دروازے کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہو گا تو اُس کی نظر ضرور اندر پڑے گی اور اِس طرح بے پردگی ہو گی۔اسی وجہ سے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) دائیں یا بائیں طرف مُڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے (خطباتِ محمود جلد 5 صفحہ 307) فرمایا: مومن مرد اور مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔کیونکہ اِس سے بدی کا امکان بہت کم ہو جائے گا اور بُرائی پھیلنے کا راستہ مسدود ہو جائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 296)

حضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الرَّابع رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں: جہاں تک نظر کا تعلق ہے مرد اور عورت میں قرآنی تعلیم میں کوئی بھی فرق نہیں۔اگر کوئی یہ کہے کہ عورت کی آنکھ چھپانی ضروری ہے جب کہ مرد کی آنکھ چھپانی ضروری نہیں تو وہ قرآنی تعلیم کو نہیں جانتا۔یا اگر جانتا ہے تو کسی اور مصلحت کے پیش نظر ایسی بات کر رہا ہے۔جہاں تک حقیقی قرآنی تعلیم کا تعلق ہے مرد اور عورت کی آنکھ میں تعلیم میں فرق نہیں۔دونوں کو جھکنا چاہیئے، دونوں کو آزادانہ نہیں پھرنا چاہیئے۔تو آنکھ کا پردہ تو یہ پردہ ہے۔(خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 627)

ہمارے پیارے اِمام سَیِّدُنا حَضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الْخَامِسْ اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں: غضِّ بصر سے کام لیں۔یعنی اپنی آنکھ کو اُس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔یعنی بلا وجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔جب بھی نظر اُٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اِس لئے قرآنِ شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔اِسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔یعنی اَدھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔۔۔ تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔۔۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غضِّ بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔اگر عورت اُونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر اُن عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں

گے۔ توہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے غضِّ بصر کا، اُس پر عمل کرے تاکہ کسی بھی قسم کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ اِس قسم کے مرد جن کے دلوں میں کجی ہو، شرارت ہو تو وہ بعض دفعہ ذراسی بات کا بتنگڑ بنالیتے ہیں اور پھر بلاوجہ کے تبصرے شروع ہو جاتے ہیں (خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 86-87-88)

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضِّ بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مَردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مِکس اَپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بُک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چَیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔۔۔ پس یہ پابندیاں صرف عورت کے لئے نہیں بلکہ مَرد کے لئے بھی ہیں۔ مَردوں کو اپنی نظریں عورتوں کو دیکھ کر نیچے کرنے کا حکم دے کر عورت کی عزت قائم کی گئی ہے۔ پس اسلام کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے اور برائیوں کے امکانات کو دُور کرتا ہے۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 13 جنوری 2017

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک یہ جائزہ لینے والا ہو کہ "**کیا ہم نے بدنظری سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں؟** اللہ تعالیٰ ہمیں ہر برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نرم زبان کا استعمال

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (آل عمران 160) پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تُو تند خو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے نیز فرمایا:۔ ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ (صحیح بخاری:6927) کہ نرمی اختیار کیا کرو کیونکہ جس چیز میں نرمی ہوگی یہ اسے مزیّن بنادے گی اور جس چیز سے اسے نکال لیا جائے تو یہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔(سنن ابی داؤد:4808)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: "اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اسی لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 262) فرمایا:۔ زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے اسی قدر امر حق کے اظہار کے لیے کھولنا لازمی امر ہے۔۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں! محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور اندازِ بیان ایسا ہونا چاہیے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ جب انسان مرفہ الحال اور اکڑ باز ہو جاتا ہے تو وہ دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے' اس وقت نجات کی راہ نہیں ملتی- میں دیکھتا ہوں کہ ایسے انسان ہیں کہ دعویٰ اسلام کرتے ہیں مگر عمل دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور ان کے اعمال برابر ہیں- نیک نمونہ دکھا کر دوسروں کو قائل کر سکتا ہے- اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اخلاق کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو نرم مزاج نہ ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد جمع نہ ہوتے- (خطبات نور صفحہ 17)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ میں اس موقع پر۔۔ توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی تقریروں میں اخلاص اور ہمدردی کو مدنظر رکھیں۔ کوئی چبھتا ہوا یا سخت لفظ استعمال نہ کریں بے شک اعتراضات کے جواب دیے جائیں مگر جواب اپنے اندر اخلاص اور محبت رکھتا ہو۔ ایسے درد اور خیر خواہی کے ساتھ ہو کہ معترض بھی اسے محسوس کرے اور اگر کوئی سخت سے سخت دل ہو تو بھی صداقت کی گرمی سے متاثر ہو کر حق قبول کر لے۔ (افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء۔ انوار العلوم جلد ۱۶ صفحہ ۶) فرمایا:۔ احمدی افراد اپنے لباس و اطوار

میں دوسرے لوگوں سے جدا نہیں ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم نے ان پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ باوجود لباس وغیرہ میں تغیر نہ ہونے کے عام طور پر لوگ ان کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی وجہ ان کے وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جن کے ذریعہ سے وہ دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ ان کی زبانوں کا گالیوں اور فحش باتوں سے پاک ہونا، ان کا دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھانا اور ایثار سے کام لینا، ان کے دھوکے اور فریب سے بچنا یہ ان کو ہر مجلس میں ممتاز کر کے دکھا دیتا ہے اور وہ آدمی بھی جو احمدی کیریکٹر سے واقف ہو لیکن ایک احمدی کا ذاتی واقف نہ ہو اسے ریل یا جلسہ یا دوسری اجتماع کی جگہوں میں پہچان لیتا ہے (انوار العلوم جلد ۸ صفحہ 245)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ رمضان میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کا حکم ہے۔ پھر اپنے اخلاق کے محاسبہ کرنے کا خاص طور پر حکم ہے۔ مثلاً کسی کو گالی نہیں دینی۔ سختی نہیں کرنی۔ اول تو کوئی مسلمان گالی دیتا ہی نہیں۔ اب بعض لوگ دینے لگ گئے ہیں۔ بہر حال سخت کلامی نہیں کرنی۔ پیار سے بات کرنی ہے۔ نرمی سے بات کرنی ہے اخوت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ بد خلقی نہیں دکھانی۔ (خطبات ناصر جلد 10 صفحہ ۹۳) فرمایا جب تم دوسرے سے ملو یا اس سے بات کرو تو زبان کی تیزی نہ دکھاؤ۔ (لجنہ کے پندرھویں سالانہ مرکزی اجتماع، صفحہ نمبر 12) نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں خدا کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اور تمہارے دل میں غصہ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تمہارے اندر ایک ضعف پیدا ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود تم نے کسی پر زیادتی نہیں کرنی اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے۔

گالیاں سن کے دعا دو (خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ)

اس خُلق کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا۔۔۔وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔۔۔۔اگر چھوٹی چھوٹی باتوں پر تو تو میں میں اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانئے کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔۔۔اس لئے میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے، اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا اور ان کی بد خلقیاں بعض نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہیں جن کے نتیجے میں دکھ پھیل سکتے ہیں جماعتیں بٹ سکتی ہیں“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ قرآن کریم کا ایک حکم آپس میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنا ہے اور دوسروں کو اچھی بات کہنا ہے، نرمی اور پیار سے بات کرنا ہے۔ چبھتی ہوئی اور کڑوی بات نہ کرنے کا حکم ہے جس سے دوسروں کے جذبات کو تکلیف ہو۔ جیسا کہ فرمایا قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا یعنی لوگوں سے نرمی اور پیار سے بات کیا کرو۔ ایسے طریقہ سے جس سے کسی کے جذبات کو تکلیف نہ پہنچے۔ معاشرے میں اکثر جھگڑے

زبان کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ اس عضو کو سنبھال لو تو جہنم سے بچ جاؤ گے۔یہ بھی جہنم میں لے جانے کا ایک ذریعہ ہے۔ بعض لوگ بڑے نرم انداز میں بات کر دیتے ہیں جو کسی کی برائی ظاہر کر دے۔یا بڑے آرام سے نرم الفاظ میں کوئی چبھتی ہوئی بات کر دی۔اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے آرام سے بات کی تھی۔دوسرا شخص ہی بھڑک گیا ہے۔اس کو پتہ نہیں کیا تکلیف ہوئی۔تو یہ چالاکیاں بھی کسی کے سامنے کہو گے تو شاید دنیا کے فیصلہ کرنے والوں کی نظر سے تو بچا لیں گی، لیکن اللہ تعالیٰ تو دلوں کا حال جانتا ہے اس کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔پس ایک احمدی کو باریکی میں جا کر اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر آپ یہ کر لیں گے تو ان ملکوں میں بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں احمدیوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، دلوں میں بغض اور کینے پلتے بڑھتے ہیں ان کی اصلاح ہو جائے گی۔پس اپنی اصلاح کے لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھیں اور اس کے احکامات کو زندگیوں کا حصہ بنائیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے اس انذار کے نیچے بھی آسکتے ہیں۔"(خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے اور نرم زبان استعمال سے اس معاشرہ کو جنت نظیر معاشرہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بڑوں کا احترام

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان 19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا (مسند احمد)

رسول ﷺ نے فرمایا جو بڑوں کا احترام اور توقیر نہیں کرتا اور بچوں پر رحم نہیں کرتا ہم میں سے نہیں فرمایا «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا جامع الترمذی جو ہمارے چھوٹے پر رحم اور شفقت نہ کرے، اور ہمارے بڑے کا شرف نہ پہچانے، تو وہ ہم میں سے نہیں فرمایا إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ (سنن ابو داؤد: کتاب آداب) بلاشبہ بوڑھے مسلمان اور صاحب قرآن کی عزت کرنا جو اس میں غلو اور تقصیر سے بچتا ہو اور (اسی طرح) حاکم عادل کی عزت کرنا' اللہ تعالیٰ کی عزت کرنے کا حصہ ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو جوان کسی بوڑھے کا اس کی عمر کی وجہ سے اکرام کرے، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کسی کے ذریعے اس کی عزت افزائی کرواتا ہے۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں خود کو دیکھا کہ میں ایک مسواک سے دانت صاف کر رہا ہوں، اس وقت دو آدمیوں نے (مسواک حاصل کرنے کے لیے) میری توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ" میں نے وہ مسواک چھوٹے کو دے دی، پھر مجھ سے کہا گیا: بڑے کو دیں تو میں نے وہ بڑے کو دی۔ صحیح مسلم: كِتَابُ الرُّؤْيَا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابو قحافہؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے دن لایا گیا جب کہ آپ کافی عمر رسیدہ تھے۔ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ انہیں دیکھ کر فرمایا لَوْ أَقْرَرْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ، لَأَتَيْنَاهُ (مسند احمد) اگر تم اس بزرگ کو اس کے گھر ہی میں رہنے دیتے تو ہم خود اس کے پاس جاتے۔

ایک بڑھیا کا مشہور واقعہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھیا کا سامان اٹھا کر شہر مکہ کے باہر پہنچا دیا حالانکہ وہ بڑھیا جو اسلام سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بد زبانی میں مصروف تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ادب و احترام کے طفیل اس بڑھیا نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک دفعہ مجلس

میں بائیں جانب اکابر صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے اور دائیں جانب ایک بچہ تھا اور مجلس میں کوئی مشروب پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے اجازت چاہی کہ چونکہ تم دائیں جانب ہو اگر تم اجازت دو تو میں اس کا آغاز ان بڑے صحابہ کرامؓ سے کروں، اس بچے نے اپنے آپ پر کسی کو ترجیح دینے سے انکار کردیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشروب اسی کے ہاتھ میں تھما دیا، (بخاری: ۲۳۶۶، باب من رأی أن الحوض) غور طلب امر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب بڑوں کی موجودگی کے باوجود اس بات کی کوشش کی کہ مشروب کا آغاز بڑوں ہی سے ہو، اس کے لیے بچے سے اجازت بھی مانگی لیکن بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوش کردہ برکت کی وجہ سے اپنے آپ پر کسی کو ترجیح نہ دی، اس سے بھی بڑوں کے ساتھ اکرام کا درس ملتا ہے کہ بہر صورت ان کے اکرام واحترام کی کوشش کی جائے، ان کی توہین سے بیزارگی کا اظہار ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا (م۔ا۔ جلد2 صفحہ 614)

آپؑ نے اپنے فعل سے نبی ﷺ کی پیروی میں اس سنت کو جاری بھی کیا۔ چنانچہ **مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔** مجھے تو بڑوں کا ادب کرنے کی اس قدر تلقین کی گئی تھی کہ میں اس کے خلاف چل ہی نہیں سکتا۔۔۔ حضرت مسیح موعودؑ کے چچیرے بھائی جس قدر مخالفت سلسلہ کرتے تھے وہ ظاہر ہے انہوں نے دیوار بنا کر مسجد کا راستہ روک دیا۔ سقوں کو پانی بھرنے اور حجاموں کو حجامت بنانے سے منع کر دیا۔ کمہاروں کو منع کر دیا کہ ان کے لیے برتن نہ بناؤ اور بھی طرح طرح کے ظلم کرتے رہے لیکن باجود اس کے بچپن میں مَیں نے ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کے متعلق کوئی بات کرتے ہوئے صرف نظام الدین کہہ دیا تو حضرت مسیح موعودؑ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا وہ تمہارے چچا ہیں تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس طرح ان کا نام لو۔ (خطبات محمود سال 1935 صفحہ 560)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔ جن کا احترام کرنا اور جن کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے فرض کیا ہے ان کے حق میں احترام کے سوا کوئی اور بات منہ سے نکالنا فعلی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے اگر کوئی شخص فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بے باک وار کرنے والی ہو تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں فرمایا "لَیْسَ مِنَّا" (خطباتِ ناصر جلد دوم صفحہ 130)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ بعض لوگ اپنے بڑے بھائیوں کا احترام نہیں کر رہے ہوتے۔ حسن سلوک تو ایک طرف رہا ان سے بدتمیزی سے پیش آ رہے ہوتے ہیں، ان کو عدالتوں میں گھسیٹ رہے ہوتے ہیں، ہر طرف سے ان کی عزت پر بٹہ لگانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو اس روایت سے سبق لینا چاہئے۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق

اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچوں پر۔یعنی بڑا بھائی چھوٹے بھائی کے لئے بمنزلہ باپ کے ہے اس لئے اس کا ادب و احترام بھی واجب ہے۔۔اللہ کرے کہ ہر احمدی محبت کی فضا کو قائم کرنے والا ہو(خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء)

فرمایا:۔ آپ ہمیشہ اپنے والدین کی عزت واحترام کریں۔۔ آپ کو اپنے بڑوں کا احترام کرنا چاہئے۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔(ہفت روزہ بدر 9 اگست 2012ء صفحہ 11)

رمضان کے مہینہ سے فائدہ اٹھانے اور اپنے گھروں کو اداب کی فیکٹریاں بنانے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں

:۔روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لئے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں تو باقی گیارہ مہینے ان آداب کا اثر پڑے ناں۔۔۔اس لئے اپنے گھروں کو بقیہ دن جتنے بھی باقی ہیں ان کو آداب کی فیکٹریاں بنا دو۔ اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق جو جو کمزوریاں عام حالات میں بچوں میں پائی جاتی ہیں ان کو دور کرنے کی طرف توجہ ہو اور روزہ کا واسطہ دے کر آنحضرت ﷺ کے ارشادات بتا بتا کر بچوں کو سمجھاؤ کہ تم پہلے زبان سے ایسی بے احتیاطی کر لیا کرتے تھے اب روزہ آگیا ہے اب بالکل نہیں کرنی۔ اور اسی طرح دیگر امور میں بھی تلاوت کی عادت ڈالنا، ذکر الٰہی کی عادت ڈالنا، دعاؤں کی عادت ڈالنا، حسن سلوک کی عادت ڈالنا، حقوق کی ادائیگی کی عادت ڈالنا، زبان کو جھوٹ سے کلیۃً پاک کرنے کی عادت ڈالنا، صاف اور سچی بات کی عادت ڈالنا، قول سدید کی عادت ڈالنا، یہ سارے مواقع ہیں روزہ کے لئے۔(خطبہ جمعہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اپنے گھروں کو اداب کی فیکٹریاں بنانے اور اپنے نفوس میں اسلامی اداب و اخلاق ظاہر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بچوں سے پیار

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ (البقرة 139) اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (یوسف 65) (اللہ ہی ہے) جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا (مسند احمد) رسول ﷺ نے فرمایا جو بڑوں کا احترام اور توقیر نہیں کرتا اور بچوں پر رحم نہیں کرتا ہم میں سے نہیں

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. فَقَالُوا: لٰكِنَّا، وَاللهِ، مَا نُقَبِّلُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ دیہاتی لوگ آئے، اور اُنہوں نے پوچھا: (یارسول اللہ!) کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُنہوں نے کہا: بخدا ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں اُس کا مالک تو نہیں ہوں۔"

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیه واله وسلم عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا۔ کسی کام کرنے میں یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا، اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔

آپ ﷺ نے اپنے اُسوہ سے کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین کی، ایک یہودی شخص کا لڑکا آپ ﷺ کی خدمت میں تھا، وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود تشریف لا کر اس کی عیادت فرمائی، اس بچے کے سرہانے بیٹھے، پھر اس بچے سے فرمایا: اسلام قبول کرو، اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی، والد نے بھی کہا: ابو القاسم کی اطاعت کر! لہٰذا وہ بچہ مسلمان ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری باب إذا أسلم الصبي فمات) کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا، یہ حدیث بتا رہی ہے کہ بچے پر شفقت و نرمی کی جائے، چاہے وہ بچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو!

آپ ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی بچوں سے پیار اور شفقت کے حوالہ سے حضرت عبدالکریم صاحبؓ سے روایت ہے کہ: ” آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مر گئی آپ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی“۔ اسی طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی علالت کے ایام میں آپ نے شبانہ روز اپنے عمل سے دکھایا کہ اولاد کی پرورش اور صحت کے لئے ہمارے کیا فرائض ہیں“۔ (سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ تراب اپنی تصنیف سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”آپ بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے باہر نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اٹھا لیا کرتے۔ اس میں کبھی آپ کو تأمل نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خدام جو ساتھ ہوتے وہ خود اٹھانا اپنی سعادت سمجھتے مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا ان کے اصرار کو دیکھ کر آپ اٹھا لیتے اور انکی خوشی پوری کر دیتے“۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے تم بھی اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو اور غور کرو کہ تقویٰ کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اس لئے اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے' تمام رحمتوں' بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے اور اس کے قرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔
(خطبہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بے حد شفیق اور بچوں پر خاص طور پر مہربان تھے۔ بچے بھی حضورؒ سے بہت محبت کرتے اور بے تکلّفی سے اپنی باتیں عرض کیا کرتے۔ احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز پر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایسے غبارے بھی تیار کروائے جن پر جوبلی کا لوگو طبع کیا گیا تھا۔ اُن دنوں حضورؒ نماز عصر کے بعد مسجد سے اپنے دفتر جانے لگے تو راستہ میں ایک چھوٹا بچہ ملا جس نے ہاتھ اٹھا کر حضورؒ کو سلام کیا۔ حضورؒ نے سلام کا جواب دیا تو اُس نے بے تکلّفی سے پوچھا کہ حضورؒ! آپ کے پاس غبارہ ہے۔ حضورؒ نے فرمایا: ہاں میرے پاس ہے۔ اُس نے کہا: کیا مَیں

ایک غبارہ لے سکتا ہوں۔ حضورؒ نے فرمایا: ہاں۔ پھر بچہ حضورؒ کی انگلی پکڑ کر حضورؒ کے ساتھ ہی دفتر میں آیا۔ حضورؒ نے اُسے ایک غبارہ اور دو چاکلیٹ دیئے تو اُس نے معصومیت سے کہا: حضور! کیا آپ اس میں ہوا بھی بھر سکتے ہیں؟۔ تب حضورؒ نے ازراہ تلطف غبارہ میں ہوا بھری اور ایک دھاگہ سے باندھ کر اُسے دیدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو لیکن عزت سے پیش آنے کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ کچھ نہیں کہنا۔ جہاں عزت سے پیش آؤ کا ارشاد ہے وہاں اچھی تربیت کا ارشاد بھی ساتھ ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں سختی نہ کرو لیکن غلط کام پر بچوں کو سمجھاؤ بھی کیونکہ یہ تربیت کا حصہ ہے۔۔۔ ٹھیک ہے ایسی باتوں پر مار دھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن چہرے پر ذرا سنجیدگی سی پیدا کرلینی چاہئے تاکہ بچے کو یہ احساس ہو کہ میں نے غلط کام کیا ہے۔ پھر دین کے معاملے میں بچپن سے ہی بچے کے دل میں اس کی اہمیت اور پیار اور عزت پیدا کریں۔ بعض دفعہ بچے ضد میں آکر بڑی ناگوار بات کرجاتے ہیں۔ جہاں بہرحال بچے کو سمجھانے کے لئے ماں باپ کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ (الفضل انٹر نیشنل 29 اگست 2003ء) **فرمایا:۔** بعض دفعہ بعض بڑوں کے غلط رویّے اور بات کرنے کے طریق سے ان نوجوانوں کو بڑی ٹھوکر لگتی ہے اور یہ بڑے لوگ ان کی ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے۔ بڑوں کو بھی چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا چاہئے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28 جولائی 2017

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچوں سے حسن سلوک اور محبت و پیار سے برتاؤ کرنے اور خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ظاہری صفائی

{إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ } (البقرۃ 223) یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء) فرمایا إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ.(جامع ترمذی کتاب الادب باب النظافہ) کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی پسند کرتا ہے صاف یعنی عیوب سے منزہ ہے اور صفائی پسند کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَنَظَّفُوْا فَاِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِيْفٌ تم نظافت پاکیزگی کو اختیار کرو کیونکہ اسلام ایک نظیف مذہب ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اَلنَّظَافَةُ تَدْعُوْ اِلَى الْاِيْمَانِ نظافت ایمان کی طرف بلاتی ہے ۔ گویا اسلام ایمان اور نظافت لازم وملزوم ہیں اگر مومن ہے تو لازماً صفائی پسند اور نظافت پسند ہو گا اور ایک صاف ستھرا انسان لازماً ایمان کی طرف کشاں کشاں چلا آئے گا۔ (فتاوی دارالافتاء المصریۃ) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دس اُمور فطرت کا حصہ ہیں مونچھیں تراشنا ، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا ،پانی سے ناک صاف کرنا ،ناخن کاٹنا ،انگلیوں کے پورے صاف رکھنا ،بغلوں کے بال کاٹنا،زیرِ ناف بال کاٹنا،استنجاء کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات بھول گیا ہوں۔ غالباً وہ کھانے کے بعد کلی کرنا ہے۔ (مسلم کتاب الطہارۃ حدیث:604)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع اور خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے۔ اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے (ر۔خ جلد10 صفحہ 319) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو توّابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی اور **متطہّرین** کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی (ایام الصلح ،ر۔خ۔ جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶) فرمایا:۔ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے اور اپنی بدرووں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اوراپنے کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبُو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں (ر۔خ۔ جلد14ص337)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔ لوگو! گو مومن کہلاتے ہو اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا- وہ پاک ہے- پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے (خطبات نور صفحہ 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ انسانی تقاضوں میں سے ایک تقاضا صفائی پسندی کا ہے جسم کو صاف رکھنا منہ کو صاف رکھنا- کپڑوں کو صاف رکھنا اور ایسی اشیاء کا استعمال کرنا جو ناک کی قوت کو صدمہ نہ پہنچانے والی ہوں بلکہ اس کے لئے موجب راحت ہوں- اس تقاضا کو بھی لوگوں نے غلطی سے تقویٰ اور نیکی کی اعلیٰ راہوں پر چلنے والوں کے طریق کے خلاف سمجھا ہے اور ایک ایسی راہ اختیار کر لی ہے کہ یا تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طیب اشاء فضول جائیں یا خدا کے بندے جو ان طیب اشیاء کو استعمال کریں گنہگار ٹھہریں- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بناوٹی نیکی اور جھوٹے تقویٰ کی چادر کو بھی چاک کر دیا اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاک رہنے کو پسند کرتا ہے- آپ جہاں رہتے اکثر غسل فرماتے-کئی امور کے ساتھ غسل کو آپ نے واجب قرار دے دیا- چونکہ انسان اپنے گھر کے اشغال کی وجہ سے صفائی میں سستی کر بیٹھتا ہے اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے میاں بیوی کے تعلقات کے ساتھ غسل کو واجب قرار دیا- پانچوں نمازوں سے پہلے آپ ان اعضا کو دھوتے جو عام طور پر گردو غبار کا محل بنتے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس امر پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے- کپڑوں کی صفائی کو آپ پسند فرماتے- جمعہ کے دن دھلے ہوئے کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیتے اور خوشبو کو خود بھی پسند فرماتے اور اجتماع کے مواقع کے لئے خوشبو کا لگانا پسند فرماتے- جہاں اجتماع ہونا ہو چونکہ مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں متعدی بیماریوں کے اثرات کے پھیلنے کا خطرہ ہوتا آپ وہاں خوشبودار مصالحہ جات اور ان جگہوں کو صاف رکھنے کا حکم دیتے- بدبودار اشیاء سے پرہیز فرماتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے کہ بدبودار اشیاء کھا کر اجتماع کی جگہوں میں آئیں- غرض جسم کی صفائی' لباس کی پاکیزگی اور ناک کے احساس کا آپ پورا خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیتے (انوار العلوم جلد 10 صفحہ 543)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صفائی ہمارے سارے ہی حواس سے تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ مثلاً لمس سے اور چھونے سے تعلق رکھنے والی صفائی یہ ہے کہ جن راہوں پر ہمارے بھائیوں نے ۔۔ چلنا ہے ان راستوں کو صاف کیا جائے۔ ان کے گڑھوں کو پر کیا جائے۔ جو غیر ہموار جگہیں ہیں ان کو ہموار کیا جائے تاکہ انہیں ٹھوکر نہ لگے۔ یہ شہر کی صفائی کا حصہ ہے اور اس کا تعلق لمس سے ہے۔ پھر صفائی کا تعلق ناک سے بھی ہے۔ ربوہ میں سڑکوں پر یا راستوں پر یا ایسی جگہوں پر جن کے قریب سے ہم نے گزرنا ہے یا ہمارے بھائیوں نے گزرنا ہے ایسی گندگی نہ ہو کہ جس سے بدبو اٹھ رہی ہو اور ہمارے ناک کراہت محسوس کریں ۔۔ پس صفائی کا ایک یہ حصہ بھی ہے۔ پہلا حصہ تھا لمس سے تعلق رکھنے والی صفائی۔ ناہموار جگہوں کو ہموار کردیں۔ راہوں کو ایسا بنا

دیں کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے اور تکلیف نہ ہو کسی کو موچ نہ آئے اور دوسرے یہ ہے کہ ہمارے ناک بھی ربوہ کو صاف پائیں۔ پھر ایک صفائی یہ ہے کہ ہماری آنکھیں بھی ربوہ کو، ربوہ کی سڑکوں کو اور سڑکوں کے گرد جو جھاڑیاں اور درخت ہیں ان کو صاف دیکھیں۔اس صفائی کا تعلق دیکھنے سے ہے۔کئی جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اس طرح اگی ہوئی ہوتی ہیں کہ چلنے والے کو بے خیالی میں چبھ سکتی ہیں۔یہ لمس سے تعلق رکھنے والی صفائی کا فقدان ہے لیکن وہ آنکھ کو بھی بری لگتی ہیں کہ یہ کیا ہے، چند گھنٹے کا وقارِ عمل جس چیز کو صاف کرسکتا تھا اس میں غفلت اور سستی برتی گئی ہے۔ خطبہ جمعہ ۳؍نومبر ۱۹۷۸ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ظاہری سجاوٹ اور ظاہری زینت بھی سنت ہے اور آنحضرت ﷺ خود بھی صاف ستھرے اور پاکیزہ اور زینت اختیار کرنے والے تھے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی جہاں تک توفیق تھی ایسا ہی کرتے تھے۔(خطبہ جمعہ ۴؍نومبر ۱۹۸۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔اب دیکھیں مؤمن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے۔اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فورًا حوالہ بھی دے دیں گے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟یہ دیکھنے والی چیز ہے ،اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بد قسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیرِ اثر آ جاتے ہیں۔پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اُٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے ،گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اُتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔(خطباتِ مسرور جلد2صفحہ 262,261)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے اس حصہ صفائی کی طرف توجہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ان ارشادات پر عمل کرنے اور ہمیں اپنے آپ کو، اپنے گھروں اور ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ناپ تول میں کمی نہ کرو

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ (المطففین 2-4) ہلاکت ہے تول میں ناانصافی کرنے والوں کے لئے یعنی وہ لوگ کہ جب وہ لوگوں سے تول لیتے ہیں بھرپور (پیمانوں کے ساتھ) لیتے ہیں اور جب اُن کو ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ حضرت شعیب اپنی قوم سے فرماتے ہیں: يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ (ھود 85) کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو یقیناً میں تمہیں دولت مند پاتا ہوں اور میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ اس کو قحط سالی، روزگار میں تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔ سنن ابن ماجۃ 4019 نیز فرمایا التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ کہ دیانت دار اور سچا مسلمان تاجر بروز قیامت شہداء میں شامل سمجھا جائے گا (ابن ماجہ ابواب التجار باب الحث علی الکاسب)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جب تم ماپو تو پورا ماپو۔ جب تم وزن کرو تو پوری اور بے خلل ترازو سے وزن کرو اور کسی طور سے لوگوں کو ان کے مال کا نقصان نہ پہنچاؤ... یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں... جس طرح دوسروں کا مال دبا لینا ناجائز ہے اسی طرح خراب چیزیں بیچنا۔ اچھی کے عوض میں بری دینا بھی ناجائز ہے۔ (ر،خ 10 صفحہ 347،348) فرمایا: کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیے اور لوگوں کو کہہ دیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کرلی ہے جو ایسے کہتے ہیں کہ کھوٹ ملادو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام اُن کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 228) فرمایا: بد دیانت آدمی سے تو مرے ہوئے کتّے سے بھی زیادہ بدبُو آتی ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 166)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں: لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (نورالدین صفحہ 8 دیباچہ) فرمایا: ایک شخص خیانت، بدنظری، چوری، ڈاکہ زنی، قتل اور ان بدیوں سے، جن کا تعلق عام لوگوں سے ہے اور اس کا اثر دوسری مخلوق پر پڑتا ہے، بچتا ہے تو اس کو ایسے انداز کے موافق سکھ ملے گا اور اس کا دائرہ راحت وسیع ہو جائے

گا- لیکن ایک سستی کرتا ہے' **اپنے کاروبار میں غفلت کر کے بنی نوع انسان کے حقوق تلف کرتا ہے**' قتل و غارت' چوری' خیانت سے کام لیتا ہے' اسی قدر اس کے دکھ کا میدان وسیع ہو جائے گا-(خطبہ ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:- ایک دن مجھے عرق گلاب کی ضرورت تھی جو میں نے ایک دکان سے منگوایا۔میں نے دیکھا دکاندار نے پانی میں یوکلپٹس آئل ملایا ہوا تھا جسے وہ عرق گلاب کے طور پر بیچتا تھا اور یہ ایسی خطرناک بات ہے کہ **اسلامی حکومت ہو تو اس کیلئے بڑی سخت سزا ہے** -- خیال رکھیں ...**وزن پورے ہوں** ... ہر چیز ملونی سے پاک ہو۔... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ شدید طاعون پڑی تو لوگ کہتے تھے کہ دکاندار ایک ہی بوتل سے سب عرق دے دیتے ہیں ،اسی سے گلاب ،اسی سے گاؤ زبان اور اسی سے کیوڑہ وغیرہ۔حالانکہ دوائی میں ادنیٰ سی غلطی سے بھی بعض اوقات جان ضائع ہو جاتی ہے۔(خطبات محمود جلد15 صفحہ 242،243)

حضرت خلیفہ المسیح الثالث ؒ فرماتے ہیں :جب انسان ماپ اور تول والی چیزوں کو لینے لگتا ہے تو زیادہ لیتا ہے یعنی دوسرے کے حق کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے اور جب اسے کوئی چیز دینے لگتا ہے تو کم تول کر یعنی کم اور چھوٹے پیمانے سے اس کو ادا کرتا ہے ... اس میں صرف کَیل اور میزان ہی نہیں بلکہ معنی کے لحاظ سے ہر ایک چیز کا پیمانہ مراد ہے مثلاً باہمی معاہدات ہوتے ہیں کہ اس قسم کی چیز دینی لینی ہے جیسے مثلاً روئی ہے تو اس قسم کی روئی ہو۔ گندم ہے تو اس قسم کی گندم ہو۔....تاہم لین دین میں اس معاہدہ کی اصل روح کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قومیں جو اپنے عہد و پیمان کو انصاف سے پورا کرنے والی نہیں ہوتیں وہ اقتصادی لحاظ سے کبھی نہیں اُبھریں۔(خطبات ناصر جلد2 صفحہ 733،734)

حَضرَت خَلِیْفَۃُالْمَسِیْحِ الرَّابع رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ رازق ہے اس پر توکّل کریں جتنا خدا دیتا ہے وہ قبول کریں اور اگر آپ خدا کی خاطر بددیانتی سے باز رہیں گے ، منافع کو مناسب رکھیں گے اور حسن اخلاق سے پیش آئیں گے۔۔۔توکّل کریں۔پھر دیکھیں تو سہی اپنے خدا کو کہ وہ کس قسم کا خدا ہے۔یونہی بدظنیاں کر کر کے اپنا نقصان کر رہے ہیں حالانکہ بہت ہی محبت کرنے والا خدا ہے۔بہت بڑھا کر عطا کرتا ہے۔کبھی تھوڑا سا آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش تو کریں۔پس **دکانداروں کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دیانتداری کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔اگر وہ محض لِلّٰہ ایسا کریں گے تو ان کے رزق میں برکت ہو گی ان کے ایمان میں بھی برکت ہوگی ان کی اولادوں میں بھی برکت ہو گی اور اللہ تعالیٰ ان پر بڑے فضل نازل فرمائے گا۔** (خطبات طاہر جلد اول ص345-344)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں : آج یہ پیغام ہمیں ہر اس شخص تک اور ہر اس قوم کے لیڈروں تک پہنچانا چاہئے اور ہر اس قوم تک پہنچانا چاہئے جو ان تجارتی دھوکے بازیوں میں مبتلا

ہیں کہ تم ان دھوکوں سے امن اور اپنی بالادستی حاصل نہیں کر سکتے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ پرانی قوموں کی تباہیاں تمہارے سامنے ہیں۔ یہ عذاب جنہوں نے پہلی قوموں کو تباہ کیا اب بھی آ سکتے ہیں۔ اگر ہوش کی آنکھ ہو تو دیکھیں کہ آ رہے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ جو آفتیں اور تباہیاں آ رہی ہیں امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی اور اب موسم کی سختیوں کے بارے میں بھی پیشگوئیاں کی جا رہی ہیں۔ تو ان آفتوں کی وجہ سے بہت ساری برائیاں جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ان سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرو۔۔۔۔ احمدیوں کا فرض بنتا ہے کہ اپنے لین دین کو، ماپ تول کو، کاروبار کو، قرضوں کی واپسی کو، بالکل صاف ستھرا رکھیں۔ قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی توقعات کے مطابق ہمیشہ اپنا دامن پاک و صاف رکھیں۔ اس طرح کرنے سے جہاں وہ اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے وہاں جماعت کی نیک نامی کا بھی باعث بن رہے ہوں گے۔۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہر کوئی اپنے معاملات ہمیشہ صاف رکھنے والا ہو۔ آمین (خطبہ جمعہ 25/نومبر 2005ء)

نظام وصیت کی اہمیت و برکات

{وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ} (التکویر14) اور جب جنت قریب کر دی جائے گی

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

نبی ﷺ نے آخری زمانہ میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی اللہ عیسی ابن مریم کو مبعوث کرے گا۔ دجال کو قتل کرنے اور اس کی قوت ختم کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا **فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ** تو حضرت عیسیٰؑ ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال مفہوماً)

آج سے 113 سال قبل حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں اپنی وفات کی خبر جماعت کو دی وہاں دوسری طرف قدرت ثانیہ کے ظہور کی خوشخبری دی نیز خدا تعالیٰ سے الہام پا کر نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے لیے جنت کی بشارت دی اور اُن کے مدفن کا نام بہشتی مقبرہ رکھا۔ **چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس نظام کا اعلان کرتے ہوئے رسالہ "الوصیت" میں فرمایا:** "تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔" (الوصیت صفحہ 11) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریک فرمائی تو دنیا گھرے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے {ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ} (الجمعۃ 5) کے وعدہ سے تحت اس پیاری جماعت کو یہ توفیق عطاء فرمائی کہ فجی سے لے کر ناروے تک دین حق کا پیغام پھیلنا ان کے ہاتھوں سے مقدر کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ قرآن مجید کے نصف صد سے زائد تراجم کروا کے انہیں دنیا کے طول و عرض میں پھیلا دے۔ خدا تعالیٰ کے وہ وعدے پورے ہوئے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور یہ کہ "میں تجھے برکت پہ برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ اس نظام کی برکت سے جماعت کو خدمت خلق کی ایسی عظیم الشان توفیق ملی کہ U-N-O نے جماعت کی تنظیموں کو اپنی فہرست میں شامل کرنا فخر کا باعث جانا۔

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ جب وصیّت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف دعوت الی اللہ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ دین حق کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا کیونکہ وصیّت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی، اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی

کے ساتھ بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روزویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خداتعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے، جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی، وہ خداتعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیۃ کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔(نظامِ نو۔انوارالعلوم جلد16صفحہ 601,600)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: اللہ کرے جہاں نظام وصیت سے دنیا کے مالی نظام فائدہ اٹھانے والے ہوں، جہاں غریبوں،یتیموں اور بیواؤں کے حقوق قائم ہوں۔ جہاں محض اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے اعلیٰ معیار قائم ہوں وہاں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خوشخبری کا بھی مصداق ٹھہرے۔۔

حضور نے فرمایا: پس اے مسیح محمدی کی سرسبز شاخو! خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے روشن تابناک چمکدار مستقبل کی ضمانت دی ہے۔ پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس سے فیض پاتے چلے جاؤ۔ اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی سرسبز اور ثمر دار شاخیں بنتے چلے جاؤ۔ آج تمام دنیا میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اس مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تم نے لہرانا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار تم نے قائم کرنے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے تقویٰ کی جڑ کو اپنے دلوں میں مضبوط کرتے ہوئے یہ سب کچھ حاصل کیا اور انشاء اللہ ہم نے بھی حاصل کرنا ہے تاکہ نسلاً بعد نسلٍ اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ پاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 3 تا 10 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اس بابرکت نظام سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نظام وصیت ایک الٰہی نظام

{وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ} (التکویر14) اور جب جنت قریب کر دی جائے گی

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔ جنت صرف غریبوں کے لئے ہی نہیں بلکہ امیروں کے لئے بھی ہے۔ جب قربانی اور اخلاص سے انسان جنت کا وارث ہو سکتا ہے تو یہ قربانی اور اخلاص جو بھی دکھائے گا جنت کا وارث ہو جائے گا۔ خواہ امیر ہو یا غریب، اور قرآن مجید میں تو یہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے کہ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ یعنی اس زمانہ میں جنت قریب کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صحیح ترجمہ وصیّت ہی ہے۔ یعنی مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جنت اس طرح قریب کر دی جائے گی کہ لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ فلاں کو جنت مل گئی۔

(خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 565 تا 566)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس الٰہی نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بڑی بھاری بشارتیں اس قبرستان کے متعلق عطا فرمائی ہیں ہر قسم کی رحمت کے نزول کا وعدہ فرمایا ہے اور **اس نظام کے الٰہی نظام اور خدا تعالیٰ کے اذن سے جاری ہونے کے حوالہ سے فرمایا:** اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لیے میں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے۔ اور یہ تجویز میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اس کی بناء ڈالی ہے کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی۔

(ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 592)

فرمایا:۔ اس قبرستان کے لیے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ۔۔۔ ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے (رخ جلد 20 صفحہ 318) اب سنو! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔ تمہیں مفت کا ثواب ہے پس تم اس وصیّت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دیدے گا۔ (ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 674)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس نظام کا الٰہی نظام ہونے کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔ ایسے Case جو وفات کے بعد آجاتے ہیں میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک نالائق مزدور ہوں۔ میں مسکرایا کرتا ہوں کہ انسان کی نظر نے جو چیز نہیں دیکھی معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر نے دیکھ لی اور قبل اس کے کہ......اس کی وصیت منسوخ کر دیں۔ خدا نے اسے اپنے پاس بلالیا۔ میں اس کی منظوری دے دیتا ہوں کہ بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیں۔ اس نے وصیت کی ہوئی ہوتی ہے۔ ہر چیز ہمیں تو نہیں نظر آتی۔ ایسے آدمی بھی میں نے دیکھے ہیں کہ بظاہر بڑے آگے نکلے ہوئے اور بڑی مالی قربانیاں کرنے والے اور وفات سے چند مہینے پہلے کوئی ایسا پلٹا طبیعت میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ جماعت کو ہی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں **تو ان چیزوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ نظام وصیت واقع میں اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے** لیکن جو ہمارا کام ہے ان شرائط کو دیکھنا وہ تو ہمارا کام ہے ناں۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1980ء صفحہ 111)

فرمایا: اگر کوئی شخص خداتعالیٰ کے نزدیک اس قابل نہیں کہ وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوتو اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے روکنے کے لئے کئی تدبیریں کرسکتا ہے۔ایک یہ تدبیر ہے کہ اس کی چھپی ہوئی کوئی بدی ظاہر کردے۔خداتعالیٰ بڑا غفار ہے۔اس واسطے خواہ مخواہ اپنے اعمال پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔پتہ نہیں ہماری کتنی کمزوریاں اور غفلتیں ہیں جن پر پردہ پڑا رہتا ہے۔لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ خداتعالیٰ فیصلہ کرے کہ یہ شخص بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے قابل نہیں ہے تو اس کی ایک بدی سے پردہ ہٹا دیتا ہے اور اسطرح اس کی بدنامی ہوگی اور وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہی نہیں ہوگا۔(رپورٹ مجلس مشاورت 1972ء صفحہ197)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس الٰہی نظام کی قدر نہ کرنے والوں کو انذار فرمایاہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:-"بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگادیتے ہیں۔۔۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئے۔پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدردُوراز حقیقت ہے۔اگر یہی رواہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کرکے دکھلاوے اس لئے اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا۔ (رخ۔جلد20صفحہ328,327)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس الٰہی نظام کی طرف بلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ پس غور کریں، فکرکریں۔جو سستیاں، کوتاہیاں ہوچکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام میں شامل ہوجائیں۔اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔اللہ۔تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل 3تا9دسمبر2004ء

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمیں بھی اس بابرکت الٰہی نظام سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین